حقیقتِ حسینؑ

حکیم سیّد محمود گیلانی

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
★ MAILSI ★
Acc No: 083595

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

اللہ اکبر

لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء

حقیقی حسینؑ

★ نقلی حسین بننے والوں کی عبرتناک تصویر۔
★ شبیریت کے جھوٹے مدعیوں کا مہلک انجام۔
★ قوم موسیٰؑ کے "طلائی بچھڑے" کی حقیقت۔
★ قوم یوشعؑ کے "ذبح عظیم" کی اصلیت۔
★ اصلی شبیرؑ کے ایمان افروز فضائل و شمائل۔

جدید ترین تحقیقات تازہ ترین انکشافات جدید ترین معلومات

از قلم حقیقت رقم

محقق لاثانی جناب حکیم سید محمود گیلانی

ناشر

ادارۂ تحقیقات حیدری

بگھو بھٹی (سیالکوٹ) پاکستان

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱

جملہ حقوق نقل و اخذ بحق مصنف محفوظ ہیں۔

طبع اوّل

- تعداد اشاعت ——— ایک ہزار
- تعداد صفحات ——— ۹۲ عدد
- تاریخ اشاعت ——— جنوری سنہ ۱۹۶۵ء
- طابع ——— اعجاز پریس سیالکوٹ
- قیمت ——— ایک روپیہ
- محصول ڈاک ذمۂ خریدار ——— رجسٹری کیلئے پچاس پیسے زائد
- قیمت پیشگی وصول کی جاتی ہے۔ وی۔ پی سسٹم رائج نہیں۔
- بھارتی حضرات ڈاک ٹکٹ یا کورے پوسٹل آرڈر ارسال فرمائیں۔
- تاجران کتب اور مفت تقسیم کرنے والوں کو خاص رعایت۔

توسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

ناظم۔ اِدارۂ تحقیقاتِ حیدریؑ

بکھو بھٹی (سیالکوٹ) مغربی پاکستان

باسمہٗ

حرفِ اوّل

"حقیقی حسینؑ؟" — یہ عنوان ایک تعجب پیدا کریگا! — ایک سوال کو جنم دیگا! — کہ حسینؑ تو وہی ہے جو نواسۂ محمدؐ ہے فرزندِ رسولؐ ہے۔ دلبندِ علیؑ ہے، جگر گوشۂ فاطمہؑ ہے — پھر — کیا کوئی نقلی حسینؑ — اور جعلی شبیرؑ بھی ہے؟ جس نے مجبور کیا کہ حقیقی اور اصلی حسینؑ کے مقدس کردار کو واضح کیا جائے — ؟

تاریخ اِس کا جواب اثبات میں دے گی۔ کہ حسینؑ ابنِ علیؑ کے واقعہ شہادت سے لے کر اب تک متعدد جعلی اور نقلی حسینؑ — اصلی اور حقیقی حسینؑ کے لبادے اوڑھ کر دنیا کے سامنے آئے جنہوں نے لاتعداد انسانوں کو سید الشہدا تاجدارِ کربلا کی محبت و مودت سے برگشتہ کر کے اپنے دامِ تزویر میں پھانسنے کی ناپاک کوششیں کیں — اس لئے ضرورت متقضی ہوئی کہ اُن جعلی حسینوں۔ اور نقلی شبیروں کو اُن کے عبرت خیز عواقب کے ساتھ بے نقاب کیا جائے۔ ان کے مہلک انجام کو منظرِ عام پر لایا جائے۔ تاکہ اُن مغضوبوں اور مقہوروں کے احوال سے عبرت حاصل ہو۔ صادق و کاذب، اعلیٰ و سفلہ بلند و پست کو پہچانا جا سکے۔ حقیقی اور جعلی، اصلی اور نقلی میں تمیز کی جا سکے۔ اور — لا یستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ کے آئینِ الٰہی پر سر جھکایا جا سکے!

اسلام — چودہ سو سال سے نواسۂ رسولؐ فرزندِ بتولؑ حسینؑ

ابنِ علیؑ کی عظمت اور فضیلت سے اہلِ عالم کو آگاہ کر رہا ہے۔ مگر حیف و تاسف کی بات ہے۔ کہ ابھی کچھ لوگ ـــــ (کلمہ گو لوگ) ـــــ حسینؑ کے بلند و رفیع مقام کو شناخت نہیں کر سکے۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں۔ جو نقلی جعلی۔ اور خود ساختہ حُسینوں کی پوجا کر رہے ہیں!

پس یہ پُر آشوب حالات ہر آن ہمیں دعوت دیتے ہیں کہ ہم اُس حُسینؑ پاک کی مقدس سیرت و کردار کو پیش کرتے رہیں۔ جس نے جان دے کر دینِ حق کی آن رکھی۔ جس نے اپنے خونِ اطہر سے گلشنِ اسلام کی آبیاری کی۔ جس نے سر کٹوا کر مذہبِ اقدس کو دوبارہ زندگی ـــــ دائمی زندگی بخشی!

سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنا ہی آلِ محمدؐ کا مسلک ہے۔ خدائے کریم ہم عاشقانِ اہلبیتِ رسولؐ کو اسی مسلک پر چلائے اور صراطِ مستقیم کی طرف ہماری راہنمائی فرمائے۔ آمین۔ یا ربّ العٰلمین۔

جنوری ۱۹۶۵ء

خادمِ دین و ملّت
محمود گیلانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقی حسینؑ

زمانے دنیا حسینؑ کو، حسینؑ کے فضائل و شمائل کو، حسینؑ محامد و محاسن کو ـــــ سارا جہان کردے انکار حسینؑ کے مکارم سے، حسینؑ کی خوبیوں سے، حسینؑ کے مراتب و مناصب سے ـــــ مگر وہ احسن الخالقین جس نے حسینؑ کو عرش سے فرش پر بھیجا جس نے حسینؑ کو جنت کا سردار بنایا۔ جس نے حسینؑ کے ہاتھ میں کوثر کا جام دیا ـــــ وہ خود اُس کی تعریف و توصیف میں مصروف ہے۔ اُس کے درجاتِ عالیہ، اس کے مراتبِ رفیعہ کا اعلان کر رہا ہے۔ اُس کے ذکر کو انتہائی بلندیوں تک پہنچا رہا ہے، اُس کے نام اور اُس کے کام کو اکنافِ عالم میں پھیلا رہا ہے ورفعنا لک ذکرک ـــــ سبحان اللہ! کیا شان و عظمت ہے حسینؑ نبیؐ کے نور العین، علیؑ اور بتولؑ کے دِل چین کی! ـــــ جس کو حق تعالیٰ نے حیاتِ جاوید ـــــ ابدی زندگی عطا فرمائی۔ یہ کہہ کر، کہ :ـ

"اللہ کے شہیدوں کو مُردہ نہ کہو، وہ ازل سے ابد تک زندہ ہیں، انہیں وہی لوگ مرا ہوا سمجھتے ہیں، جو عقل و شعور سے دُور ہیں۔"

دنیا والے ـــــ حسینؑ کو، حسینؑ کے لافانی کردار کو،

حسینؑ کے لاثانی ایثار کو، نہیں مانتے تو نہ مانیں ـــــ حسینؑ کے خالق کو کیا ضرورت ہے، کہ حسینؑ کی فضیلتوں کو زبردستی منوائے ـــــ وہ نہ مانیں گے۔ تو حسینؑ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ حسینؑ کے پروردگار کا ذرا نقصان نہ ہوگا۔ ـــــ انکار کرنے والے، اپنے اباء و استکبار کی خود سزا پائیں گے۔ بھڑکی جہنم کا پیٹ بھرینگے ـــــ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کا وعید شدید اُن کے لئے موجود ہے!

یہ تو معلوم ہے نا! ـــــ سب کو معلوم! کہ حسینؑ، دوشِ رسولؐ کا راکب ہے، پشتِ پیغمبرؐ کا سوار ہے، نبیؐ کی زلفوں کو لجام بنانے والا ہے۔ محمدؐ کا فرزند اور نواسہ ہے۔ رسولؐ کے جسم کا ٹکڑا ہے خود زبانِ رسالت نے فرمایا ـــــ حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ۔ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

اللہ نے اپنی چاروں کتابوں میں حسینؑ کی تعریف فرمائی ہے زبور میں حسینؑ کی تحمید، توراۃ میں حسینؑ کی تمجید، انجیل میں حسینؑ کی تعظیم، قرآن میں حسینؑ کی تکریم! ـــــ جملہ اقوام کے تمام رسولوں نے، تمام مذاہب کے جملہ انبیاءؑ نے، حسینؑ کے ظہورِ پرنور، حسینؑ کی بے مثل قربانی کی بشارتیں دی ہیں ـــــ آدمؑ و شیثؑ، شعیبؑ و ادریسؑ، لوطؑ و صالحؑ، ذکریاؑ و یحییٰؑ۔ نوحؑ و ابراہیمؑ، اسحاقؑ و اسماعیلؑ یعقوبؑ و یوسفؑ، موسیٰؑ و عیسیٰؑ، سبھی پیغمبرانِ گرامی تو حسینؑ کے گن گاتے، حسینؑ کی خوشخبریاں دیتے، اور حسینؑ کی بلند کرداری

وفاداکاری سے آگاہ کرتے رہے ـــــ علاوہ بریں ـــــ رامؑ اور کرشنؑ نے، بدھؑ اور مہاویرؑ نے، ولاسؑ اور شمبدھؑ نے، ویدوں اور شاستروں حسینؑ کی ولادت اور شہادت کے متعلق عظیم الشان پیشین گوئیاں کی ہیں۔ زرتشتؑ نے ژند اور پاژند میں حسینؑ کی عظمت اور فضیلت بیان کی ہے ـــ اور ـــ انتہا یہ ہے کہ حسینؑ کے نانا، تمام رسولوںؑ اور نبیوںؑ کے سیّد و سرورؐ۔ ختم المرسلین، خاتم النبیینؐ، محمدؐ مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء خود اپنی زبان وحی ترجمان سے حسینؑ کے اوصاف و کمالات بیان فرماتے رہے۔ حسینؑ کی دردناک شہادت اور اس کے مصائب و نوائب کو یاد کر کے روتے چلاتے رہے۔ اور دستِ دعا اٹھا کر یہ کہتے رہے:۔

"رب العالمین! جو کوئی میرے حسینؑ کو محبوب رکھے۔ تو بھی اُس سے محبت رکھ۔ اور جو کوئی میرے حسینؑ سے بغض و کینہ رکھے تو بھی اُس کو اپنا دشمن سمجھ"۔ (حدیث رسولؐ مندرج کتب صحاح)

لیکن ـــــ کیا کہا جائے؟ کہ اسی حسینؑ، نورِ نگاہ مصطفیٰؐ۔ لختِ دلِ مرتضیٰؑ، دلبندِ فاطمۃ الزہراؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا "مسلمان" کہلانے والوں نے۔ رسولؐ کا کلمہ پڑھنے والوں نے ـــ اُف! اس دردناک تفصیل میں پڑتے وقت قلم سیاہ پوش ہو کر ماتم کرنے

لگتا ہے۔ اور خامے کا دل فرطِ الم سے شق ہو جاتا ہے! ؎

ہے داستان دراز بھی، اور دلگداز بھی
لیکن کہاں ہے دل، کہ دیا جائے اسکو طُول

اللہ اللہ! ــــ حسینؑ، فرزندِ رسولؐ، دلبندِ بتولؑ کو جس بیدردی سے ذبح کیا گیا ہے۔ اور تڑپتے ہوئے ریگ زارِ نینوا میں اُس کو جس طرح بھوکا اور پیاسا مارا گیا ہے۔ اس الم انگیز منظر سے متاثر ہو کر شقاوت اور عداوت سے بھرے ہوئے بہائم صفت انسان نہ لرزے ہوں تو دوسری بات ہے۔ مگر ــــ تشنہ و گرسنہ حسینؑ کے گلوئے خشک پر ظلم کی کُند چھُری پھرتے دیکھ کر ارض و سما کانپ اُٹھے۔ زمین و آسمان کی ہر شے پر لرزہ طاری ہو گیا۔ فرشتوں نے سر پیٹ لئے حُورانِ جنّت نے سینہ زنی کی۔ رضوان و غلمان نوحہ و ماتم میں مصروف ہوئے۔ سیّارگان غم و الم میں غرق ہو گئے۔ مہر و ماہ پر تاریکی چھا گئی۔ دُنیا ظلمت میں ڈوب گئی۔ لیکن۔ آہ! تم آہ! ــــ نہیں پسیجے اور نہیں کپکپائے، تو وہ خدا و رسولؐ کے دشمن اشقیاء ــــ کلمہ گو اشقیاء ــــ جو تیروں پر سُورۂ یٰسٓ پھُونک کر فرزندِ یاسینؑ کو نشانہ بناتے تھے ــــ جو اَللّٰہُ اَکبر کہہ کر اکبرِ معصوم پر تلواریں چلاتے تھے ــــ زبان پر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ لیکن بنائے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کو مٹانے کی تدبیریں! ــــ لبوں پر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه! ــــ مگر محمد رسول اللہ کا نام تک گنوانے

کے منصوبے! ـــــ اس لئے کہ شمر لعین کے خنجر تلے، حسینؑ، محمدؐ کے نور العین کا گلا نہ تھا۔ رسول الثقلین کا حلق تھا! شبیرؑ کو قتل نہیں کیا جا رہا تھا۔ پیغمبرؐ دلگیر کو کاٹا جا رہا تھا!

کیا جرم تھا معصوم و مظلوم حسینؑ کا؟ ـــــ یہی نا! کہ اُس نے ایک فاسق و فاجر ایک بدکار و بدکردار حکمران کی بیعت نہیں کی تھی۔ اس نے خدائے واحد کے سوا کسی غیر کو ما تھا ٹیکنا گوارا نہ کیا تھا۔ اس کے قلبِ اطہر کو کبھی یہ پسند نہ آیا کہ خدا کے دین اور محمدؐ کے مسلک کو چھوڑ کر یزید کے دین اور سعد و زیاد کے مسلک کو اختیار کیا جائے۔ اس نے یہ برداشت نہ کیا کہ حقیقی رازق و رزاق سے رشتہ توڑ کر آلِ سفیان کو اَن داتا اور پالن ہار مان لیا جائے۔

حسینؑ ـــــ اپنے پاک خون سے گلشنِ اسلام کی آبیاری کرنے والے حسینؑ نے اپنے عزیزوں کو ذبح کرا لیا مگر اللہ کے دین پر آنچ نہ آنے دی۔ اپنے محبوب صحابیوں کو کٹوا لیا لیکن مسلک محمدیہ پر ضعف نہ آنے دیا۔ اپنا گھر بار لٹوا لیا مگر شریعت اور اس کی ناموس کو ضائع نہ ہونے دیا۔ پاک دامن نبی زادیوں کی بے حرمتی گوارا کر لی۔ لیکن قرآن اور ایمان کو تباہ ہونے سے بچا لیا ـــ یہ تھا قصور "حسینؑ ابن علیؑ" کا!

حسینؑ کے دشمن، اب بھی حسینؑ کو "باغیِ حکومت" قرار دیتے ہیں۔ اب بھی یزید پلید کو "خلیفۂ ششم" مانتے ہیں ـــ اب بھی حسینؑ کو "خطاکار" اور قاتلانِ حسینؑ کو معصوم و بے گناہ تسلیم کرتے ہیں۔ وہ جو جی میں آئے

کہیں، انہیں کون روکنے والا ہے؟ — لیکن — حسینؑ، اپنی ذات وصفات سمیت، اپنی فضیلت وعظمت سمیت، اپنے مکارم ومحامد سمیت، جہاں تھا وہیں ہے۔ وہیں رہے گا۔ کس کی جرأت ہے کہ اس کے رُتبے کو گرا سکے؟

شبّیریّت کے مدعیانِ باطلہ

اور

جعلی حُسینیوں کے عواقبِ مُہلکہ

جو بھی شبیرؑ کا بنا ہم سر — قدرتِ حق سے وہ ہلاک ہُوا
جو بھی ہم منصبِ حُسینؑ بنا — سب جہاں دم میں اس سے پاک ہُوا
کوئی چارہ عمیق میں ڈُوبا — کوئی جل کر مثالِ خاک ہُوا
غرق دریا میں ہو گیا کوئی — شبرِ آبی سے کوئی چاک ہُوا
لُقمہ بن کر وبائے مُہلک کا — جائے اسفل میں وہ ہلاک ہُوا

ہوتا شبیرؑ بننا گر آسان
بنتے مثلِ حُسینؑ سب انسان

دُنیا کی نیرنگیوں نے عجیب رنگ دکھائے ہیں! ــــ ایک طرف تو حُسینؑ کو اس کے مراتبِ اعلیٰ اور مناصبِ بالا سے "معزول" کرنے کی ناپاک و ناکام کوششیں ہوتی رہیں ـ دوسری طرف ـ حسینؑ کا ہم رُتبہ و ہمسر بننے کی نامراد مساعی عمل میں آتی رہیں ــــ کسی نے یہ نہ پوچھا۔ ان حسینؑ کے "مثل و نظیر" بننے والوں سے، کہ ــ اگر حسینؑ مجرم اور خطا کار تھا حکومت کا باغی اور سرکش تھا۔ تو ایک مجرم، ایک خاطی، ایک باغی کا ہم مرتبہ و ہم سر بننے کی اُنہیں کیا ضرورت پیش آئی؟ ــــ اور ــــ یہ اُمنگ ان کے دل میں کیوں پیدا ہو گی؟

ہر صاحب دماغ ــــ ہر سلیم العقل اپنے سمندِ فکر کو ایڑ لگائے۔ تو یہ راز بے نقاب ہوتے دیر نہ لگے گی۔ کہ حسینؑ کو اس کے مناصبِ جلیلہ سے گھٹانے، اور اس کو مراتبِ عالیہ سے گرانے والے، حسینؑ کی کُرسی پر متمکن ہونے اور اس کے عہدہ پر قبضہ جمانے کی کوشش اس لیئے۔ اور صرف اس لیئے کرتے رہے، کہ ــــ حسینؑ میں کچھ ایسے مخصوص محامد و محاسن ہیں۔ جو دوسروں میں نہیں ہیں۔ اور حسینؑ کچھ ایسے فضائل و مکارم رکھتے ہیں۔ جو اللہ کی مخلوق میں کسی کو نہ مل سکے۔ یہاں تک کہ انبیاء و مرسلین علیھم السلام کے قلوبِ اطہر میں بھی حسین ایسے منصب اور مرتبے حسین ایسی خوبیاں اور صفات پانے کی حسرت رہی اور یہی سبب ہے کہ اکثر مرسلین عظام علیہم السلام نے حسینؑ کے دیدار کا اظہار اشتیاق فرمایا۔

(حاشیہ صفحہ ۱۴ پر ہے)

حسینؑ کی مماثلت اور ہمسری کے دعوے کرنے والوں کے حالات سے یہ سرِ مکتوم، منصۂ شہود پر آیا۔ کہ ــــ آخر تو انہوں نے (حسینؑ کا مخالف اور دشمن ہونے کے باوجود) حسینؑ کو افضل و اعلیٰ، ارفع و بالا تسلیم کیا۔ اُس کی آن اور شان کے آگے سر جھکایا، اس کی فضیلت اور عظمت کو مانا، اس کی حشمت اور حرمت کو درست جانا ــــ اور ــــ جبھی تو ان کے دل میں حسینؑ کا "مثیل و نظیر" بننے اور اُس کا منصب و مرتبہ چھیننے کی گستاخانہ اُمنگ پیدا ہوئی! ــــ اس لئے ــــ کہ کوئی شخص ہمیشہ اُسی کا مثل و مثیل، ہمسر و ہم مرتبہ بننے کی خواہش رکھتا ہے۔ جو احسن و اکرم ہو۔ اور دوسروں سے بڑھ کر خوبیاں اس میں پائی جائیں۔ مگر ــــ سُن لیجئے! کہ ان "مدعیانِ شبیریت" نے اصلی اور حقیقی حسینؑ کے فضائل و شمائل اور اس کے بے مثل کردار و ایثار کے ماننے سے تو انکار کر دیا۔ لیکن خود حسینؑ بلکہ حسینؑ سے افضل و اعلیٰ۔ احسن و اعظم ہونے کا ڈھنڈورا پیٹ دیا۔

(حاشیہ صہ ۱۳ طہ) تفصیل کے لئے خاکسار کی تالیف "انبیاءؑ کی زیارتِ کربلاؑ" ملاحظہ فرمائیے۔ جسے "ادارۂ تحقیقاتِ حیدری" بکھو بھٹی سیالکوٹ شائع کر رہا ہے۔ اس میں بہ دلائل ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اکثر مرسلینؑ نے شہادت گاہِ حسینیؑ کی زیارت فرمائی اور ماتم دار بن کر غمِ شبیرؑ میں مبتلا رہنے کی اپنی اُمتوں کو ہدایت فرمائی۔ عجیب و غریب اچھوتی تحقیق ہے۔! (محمود گیلانی)

سبطِ رسولؐ جناب حسینؑ ابن علیؑ کو جامِ شہادت نوش فرمائے ہنوز گیارہ یا تیرہ برس ہی گذرے تھے، کہ ــــ مناشر بن سمیرہ۔ ایک کوفی بدبخت نے یہ اعلان کیا:۔

"میں علیؑ وہ حسین ہوں جس کے متعلق رسولؐ نے کہا ہے کہ میں حسینؑ سے ہوں اور حسینؑ مجھ سے ہے۔ اللہ نے مجھے تلوار دی ہے تاکہ بدر و احد کے مقتولین کا انتقام لوں۔"

یہ مناشر، وہ شخص تھا، جس کا باپ اور چچا شامی فوج میں شامل تھے اور محاربۂ کربلا میں فرات پہ پہرہ دار مقرر تھے تاکہ حسینؑ اور اُن کے ساتھی پانی کا ایک قطرہ نہ لے سکیں ــــ مگر ــــ یہ عجیب بات ہے کہ اُن کی اولاد میں سے ایک دشمن رسولؐ اور دشمن اہلبیتؑ نے "مثیلِ حسینؑ" ہونے کا دعویٰ کر دیا ــــ لیکن غیرتِ حق جوش میں آئی ــ غصہ و غضب سے ابروئے قدرت پر شکن نمودار ہوئے۔ اور ــــ ایک کوفی ہی نے مناشرہ، مدعیٔ شبیریت کا یہ کہہ کر کام تمام کر دیا کہ:۔

عله ماخوذ از "سیرۃ الحسینؑ" مؤلفہ احمد جلیل بغدادی۔

عله یزید لعین نے بھی امام حسین علیہ الصلوٰۃ کی شہادت پر یہی کہا تھا۔ کہ ہم نے حسینؑ اور اس کے اقرباء کو قتل کر کے بدر و احد کے مقتولین کا بدلہ لیا ہے جو اس پلید کے اشعار و بیانات صاف ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بنو امیہ نے محض اقتدار حاصل کرنے اور آلِ محمدؐ کو مٹانے کے لئے ظاہراً اسلام قبول کیا تھا۔ ورنہ درحقیقت ان کا خدا، رسولؐ اور دینِ حق سے کوئی تعلق نہ تھا۔ (گیلانی)

"او بدذات! کیا تو حسینؑ ابن علیؑ کا اس لئے مثیل و نظیر بنتا ہے کہ وہ کربلا میں شامیوں کے ہاتھوں مارا گیا؟ —— قتل کر دینا اور قتل ہو جانا الگ بات ہے، مگر ربِّ کعبہ کی قسم! حسینؑ ابنِ علیؑ، نواسۂ محمدؐ کی شان و فضیلت کا نہ کوئی پیدا ہوا ہے نہ پیدا ہو سکے گا۔ بخدا اس کی شجاعت و جواں مردی، اس کی قربانی و جانبازی نے دشمن سے بھی لوہا منوا لیا ہے۔"

اُف! —— کتنی چوک ہوئی! —— یہ بتانا یاد ہی نہیں رہا کہ مثالِ شمرہ ابن ہمیرہ کوئی سے بھی پیشتر —— جبکہ حسینؑ پاک ابھی شہادت کی تیاریاں فرما رہے تھے، اور مکہ سے کوفہ تشریف لانے کے لئے سفر کی منزلیں طے کر رہے تھے، ایک اور شقی القلب "مثیلِ حسینؑ" بنا۔ اور حسینؑ ابن علیؑ کا روپ دھار کر لوگوں کے سامنے آیا —— یہ تھا ابنِ زیاد ملعون —— جو منتظرانِ شبیرؑ اور چشم براہانِ حسینؑ کو دھوکہ دینے کے لئے حسینؑ کے لباس میں وارد کوفہ ہوا، لیکن —— جونہی اس مردود نے اپنے منحوس چہرے پر سے نقاب اُلٹی، لوگ ٹھٹک کر رہ گئے! کہ حسینؑ کی معصوم و نورانی صورت کی بجائے —— ایک سیہ کار ولد الحرام کی شکل برآمد ہوئی! —— پھر مصنوعی حسینؑ بننے والے اس جفا جو کا جو حشر امیر مختارؒ نے کیا تاریخ قیامت تک وہ عبرتناک منظر پیش کرتی رہے گی!

دوسری صدی ہجری اپنے پورے شباب پر تھی، کہ بصرہ کے ایک نواحی گاؤں حوفل کے ایک شخص تھا مفندی، کو خدا معلوم! شیطانِ لعین نے کیا

انگلی دکھائی؟ کہ عید الضحیٰ کی ظہر کے بعد اس نے اپنے "حسین" ہونے کی منادی کردی ـــــ بات یہ ہوئی کہ یہ "تاسغندی" کم بخت، ظہر کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت کرنے لگا۔ از بسکہ بڑا خوش آواز تھا۔ اس کی قرأت سُننے کے لئے کچھ لوگ جمع ہو گئے ـــــ جب وہ تیسویں پارے میں سورۂ کوثر پڑھ چکا، تو فوراً ہی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:۔

"ہونہہ! ـــــ دیکھونا! بعض علماء اور مفسرین کیسا مغالطہ کھا گئے ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ کوثر کا سورہ، شہیدِ کربلا حسینؑ ابن علیؓ کی شانِ شہادت میں نازل ہوا ہے ـــــ بے شک! اُس نے سر تو کٹوا لیا، مگر نماز کب پڑھی تھی؟ سجدہ کیسے کیا تھا؟ اور قربانی کہاں دی تھی؟ ـــــ لوگو! حسین تو مَیں ہوں۔ مَیں محمدؐ کے نواسے اور علیؓ کے بیٹے سے بڑھ کر ہوں کہ آج عید قربان کے دن صبح میں نے دو بکرے قربانی دیئے ہیں۔ اور اب نماز پڑھ کر فارغ ہوا ہوں، پس یہ سورۂ کوثر میری شان میں نازل ہوا ہے تم مجھ پر ایمان لاؤ، جو شخص مجھے نہیں مانے گا۔ وہ یزیدیوں میں شمار کیا جائے گا"۔ [۱]

گستاخ تاسغندی کے یہ الفاظ اس کے منہ سے نکل کر ابھی فضا تک نہیں پہنچے تھے کہ ایک شہتیر ٹوٹ کر اس کے سر پر پڑا اور حسینؑ کے اس ہمسر

---

[۱] تاریخ ابن بلکان المصری مطبوعہ قاہرہ ۱۲۷۸ھ

بننے والے بد اندیش کو چشم زدن میں پاش پاش کر گیا۔ اِنَّ فِی ھٰذَا لَعِبْرَۃً لِاُولِی الْاَلْبَابِ!

پانچویں صدی ہجری، اپنی جوانی کی بہاریں دیکھ کر بڑھاپے میں قدم رکھ رہی تھی۔ کہ فراعنہ کی سرزمین سے "اَنَا حُسَیْنٌ" کی ایک باطل طراز آواز اٹھی، یہ جعلی حسین بننے والا نابکار، صابعہ مصری تھا جو قاہرہ کے ایک قصبہ کی مسجد کا خطیب تھا۔ اس کو بیٹھے بٹھائے ابلیس نے یہ پٹی پڑھائی کہ۔ اگر وقار و اقتدار چاہتا ہے اور عوام سے پرستش کرانے، اور نذر و نیاز کے ذریعہ سے دولت سمیٹنے کا متمنی ہے تو "حسینؑ" ہونے کا دعوٰی کر دے اور ساس کے ساتھ یہ بھی! کہ دورِ حاضر میں "حق کی امامت مجھے ہی ملی ہے۔ چنانچہ طاغوتِ لعین سے یہ سبق پڑھ کر اس نے یہ ڈھول بجایا کہ:۔

"اے مصریو! بگوشِ ہوش سن لو، کہ میں اگرچہ علیؑ کا بیٹا نہیں ہوں اور میری ماں فاطمہؑ بھی نہیں ہے۔ مگر خدا نے امامت حقہ کے ساتھ مجھے حسینؑ بنا کر بھیجا ہے۔ اور مجھے بہشت کی سرداری بخشی ہے۔ میری مرضی اور اجازت کے بغیر کوئی شخص، چاہے وہ کتنا ہی صالح اور نیکوکار کیوں نہ ہو، جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پس تم مجھے حسین تسلیم کرو۔ اور میری اطاعت کو فرض سمجھو، حسینؑ کے تمام فضائل و محاسن مجھے عطا کیے گئے ہیں۔ جو شخص میری پیروی نہ کریگا۔ مجھے حسینؑ نہ مانے گا۔ اور میری فضیلتوں کا منکر ہوگا۔ وہ

دنیا میں بھی تباہ ہوگا۔ اور آخرت میں بھی دردناک سزا پائے گا۔
دنیا کے تمام شہداء میرے تابع فرمان ہیں۔ اور میں ان پر حاکم بنایا
گیا ہوں۔" عـہ

قدرتِ حق یہ کب گوارا کرسکتی ہے۔ کہ کوئی مردود ——— نبی، امام مہدی اور شہید ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ اور پھر وہ آرام و راحت سے اپنی تعلیوں اور گبرباؤں کو دُنیا میں پھیلاتا، اور مخلوقِ خدا کو گمراہ کرتا رہے؟ تازیانۂ حق کی ایک ہی ضرب مدعیانِ باطل کو اس طرح فنا کردیتی ہے کہ یزید پلید کے مانند اُن کا نشان تک باقی نہیں رہتا، اور اعدائے حسینؓ کی طرح اُن کا نقشِ پا تک دنیا سے مٹ جاتا ہے۔

صابعہ ملعون، بزعمِ خود "حسین" تو بن گیا مگر اپنے انجام کو نہ سوچا اور ——— ہوا یہ، کہ وہ جس کوچہ و بازار سے گزرتا تھا، تابڑتوڑ جوتے اُس کے سر پر برستے تھے! ——— ایک روز وہ غسل کے لئے دریا پر گیا تو فرعونِ لعین کی طرح صابعہ کو بھی نیل کی غیور موجوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایک دفعہ اس نے پانی سے باہر سر نکالا۔ اور ہاتھ جوڑ کا آسمان کی طرف دیکھا۔ جیسے تائب ہوکر خدا سے فریاد کر رہا ہو۔ لیکن العبوت! کہ کوئی شخص بنے خودساختہ حسینؓ اور شہیدوں کا جعلی سردار اور خدائے منتقم پھر اسے سزا دیئے بغیر چھوڑ دے؟ ——— ایسا نہ ہو سکتا ہے نہ کبھی ہوا ہے! ——— صابعہ مردود کا پانی سے سر

عـہ تاریخ مصر مصنفہ ابونعیم عبدالکریم مطبوعہ قاہرہ ۱۳۰۳ھ

نکالنا تھا کہ ایک قوی الجثہ نہنگ نمودار ہوا جس نے حسینؑ کا دنظیر بننے والے اس ملعون کو اپنا لقمہ بنا لیا۔ —— فاعتبروا یا اولی الابصار ؎

گر چشم و دل رکھتا ہے تو عبرت پکڑ اس بات سے!

بارہویں صدی ہجری میں ایران کی سرزمین، الحاد کے ایک پُرخطر طوفان کی زد میں آگئی —— ضلالت و زندقہ کے اس جھکڑ کو چلانے والے وہ ناعاقبت اندیش تھے جو نہ صرف "باب" اور "صاحب الامر" کا بہروپ بھر کر دین و ایمان کی تباہی کے لئے سامنے آئے۔ بلکہ انہوں نے حسینؑ اور حسینؑ کے نانا کا لبادہ اوڑھ کر ایسے جھوٹے موٹے دعوے کئے۔ جن کو کسی مسلمان، کلمہ گوئے رسولؐ کے کان سُن نہیں سکتے —— اُنہوں نے قرآن کو منسوخ قرار دے کر ایک نئی کتاب اس کے مقابلے میں گھڑ لی۔ دوزخ اور بہشت تیار کئے۔ اور بڑی بڑی ڈینگیں مار کر عرش کے کنگرے پھاندنے کی ناپاک و ناکام کوششیں عمل میں لائیں۔

حُب دارانِ اہلبیتؑ جانتے ہیں۔ کہ جب ذکرِ حسینؑ کے لئے مجلس منعقد کی جاتی ہے۔ تو حضور سید الشہداء تاجدار کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس مجلس میں اپنے جدِ امجد محمد مصطفیٰؐ، اپنے والد ماجد علیؑ المرتضیٰ، اپنی والدہ معظمہ فاطمۃ الزہراؑ، اپنے برادرِ گرامی حسنؑ مجتبیٰ، اپنی اولادِ اطہارؑ اور اپنے جانثینوں اور اپنے رفیقوں کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ اور اپنے اذکارِ پاک کی خود سماعت فرما کر مسرور ہوتے اور اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش برساتے ہیں —— لیکن سُن لیجئے، کہ ایران کا ایک "مصنوعی حسینؑ"

جب اپنی گرفتاری کے آثار دیکھتا ہے۔ اور جب ایک سفیر مملکت مشیر الدولہ مرزا حسین خان اس کے خلاف شہادت دیتا ہے۔ تو وہ نقلی حسینؑ اپنا رعب ڈالنے اور اپنا دبدبہ دکھانے کے لئے حقیقی شبیر کے اوصاف و کمالات اپنے میں ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کس جسارت سے کہتا ہے:-

"بَعْدَ الَّذِیْ مَا عَاشَرْتَنِیْ وَ مَا عَاشَرْتُکَ وَ مَا رَأَیْتَنِیْ اِلَّا فِیْ بُیُوْتِ اَبِیْکَ اَیَّامَ الَّتِیْ فِیْھَا یُذْکَرُ مَصَائِبُ الْحُسَیْنِ ــــ نہ تو میرے ساتھ رہا اور نہ میں تیرے ساتھ اور نہ تو نے مجھے دیکھا، بجز اُن دِنوں کے جن میں مصائب حسینؑ کا ذکر کیا جاتا تھا۔" ع۱

یہ نقلی حسینؑ نہ تو کبھی حسینی مجالس میں حاضر ہوا۔ نہ اس نے کبھی مصائب حسینؑ کا ذکر سنا ــــ مندرجہ بیان سے اس کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ جس طرح حقیقی حسینؑ ہر مجلس میں بہ نفس نفیس تشریف لاتے ہیں۔ اُسی طرح وہ بھی ہر مجلس میں چاہے وہ کہیں بھی منعقد ہو، موجود ہوتا ہے، نیز یہ، کہ حاضرین مجلس تو اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ مگر وہ ان کو بخوبی دیکھتا اور انکی حرکات پر نظر رکھتا ہے۔ جب اس مصنوعی حسین کو موت کی دردناک ادعر

ع۱ ماہنامہ بہائی میگزین ۵۸ ء ہو جلد ۳ نمبر ے بابت ماہ جولائی ۱۹۶۲ء ص۱۱ بحوالہ ادیج بہا ء

عبرت انگیز سزا دی گئی۔ اور جب تختہ دار نے اس کی جعلی "شبیریت" کو ایک ہی جھٹکے میں ختم کر دیا تو اس کے متبعین نے تائب ہونے اور نصیحت پکڑنے کی بجائے اس کی موت کو بھی "معجزہ" قرار دیا اور یہ اعلان کیا کہ

"تھوڑے ہی دنوں میں قہر و غضب الٰہی کے آثار ظاہر و آشکار ہو گئے" ؎۱

شبیرِ جہانگیر سے وِلا رکھنے والے حضرات کو معلوم ہو گا۔ کہ امام مظلوم حسینؑ معصوم کی شہادتِ عظمیٰ پر دنیا تاریکی میں ڈوب گئی۔ سورج، چاند اور جملہ نجوم و کواکب کی روشنی بہت مدہم پڑ گئی اور ان پر سیاہ پردے چھا گئے۔ آسمان پر سُرخی نمودار ہوئی، فضا میں غبار اُڑنے لگا۔ اور اہلِ زمین مختلف آفتوں، اور وباؤں میں مبتلا ہو گئے —— اب ذرا نقلی حسینوں کو دیکھئے! کہ جب تک وہ زندہ رہے مصنوعی اور جعلی شبیر بن کر اہلِ عالم میں ضلالت پھیلاتے رہے۔ اور حقیقی حسینؑ سے افضل و اعلیٰ بننے کی کوشش کرتے رہے —— لیکن جونہی وہ عبرت خیز سزائیں پاکر ہلاک ہوئے تو ان کے ماننے والے آج تک ان کی ہلاکتوں کو "باعثِ اعجاز و کرامات" سمجھ رہے اور سمجھا رہے ہیں اور یہ منادی کر رہے ہیں کہ اُن کی موت دنیا کے لئے موجبِ عذاب ہوئی ہے —— چنانچہ ایران ہی کے ایک اور "مصنوعی حسینؑ" کی ہلاکت کے متعلق یہ ڈھول پیٹا جا رہا ہے کہ:۔

؎۱ بہائی میگزین۔ جولائی ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۵

"...... آغا بیگ جہان نے حکم دیا اور سپاہیوں نے اپنی بندوقیں چلا دیں، اس فائر میں گولیوں کی سخت ضربات سے بدن مُبارک چھلنی ہو گیا، اور...... جس وقت اور جس لحظے یہ فاجعۂ عظمیٰ نمودار ہوا، ایک سخت طوفان نے تمام شہر کو گھیر لیا فضا بالکل ایسی تاریک ہو گئی کہ لوگ اپنے گھروں کو نہ پا سکے۔ اور یہ ہوا اور طوفان رات تک رہا۔" عا

لیکن —— مقامِ عبرت ہے! کہ بعض مدعیانِ باطلہ کو بندوق کی گولیوں سے بھونا گیا۔ اور بعض کو تختۂ دار کی زینت بنایا گیا —— خدا بھلا کرے حکومتِ ایران کا جس نے مصنوعی حسینؑ اور جعلی شبیرؑ اور نقلی باپ بننے والوں کو عبرت خیز سزائیں دیں اور انہیں ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا —— ورنہ —— وہ تو اموی اشقیاء کی طرح دنیا سے حسینیتؑ کو مٹانے کے لئے آئے تھے۔ اور یزیدیوں کی طرح شبیریت کو نابود کرنے پر تُلے ہوئے تھے ——

سُبحان اللہ! جعلی حسینؑ بننے والے بداندیش، دشمنانِ حسینؑ کی مانند ہمیشہ کے لئے فنا ہو گئے۔ اور حقیقی حسینؑ اپنے جملہ فضائل و مناصب کے ساتھ جہاں تھا، وہیں رہا —— دُنیا کے کُتّے سرکارِ محمدؐ کے نور العین جناب حسینؑ کو اس کے مقام سے ذرا نہ ہٹا سکے!

عا رسالہ "بہائی میگزین" جولائی ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۹ مطبوعہ لاہور۔

ایران کے مصنوعی حسینؑ پٹنے والے زنادقہ ہنوز گولیوں سے بھُن رہے اور پھانسی کے رسّوں پر جھُول رہے تھے کہ ـــــ اُسی زمانہ میں متحدہ پنجاب کے ایک گوشے سے، ایک فتنہ، قیامت بننے کے لئے اُٹھا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے "یونائیٹڈ انڈیا" کے مسلمانوں کو اپنے خطرناک شعلوں میں گھیر لیا۔

اس حشر خیز فتنہ کا بانی "دو زرد چادریں" پہن کر نمودار ہوا جس نے مالیخولیائے مراقی میں مبتلا ہونے کے باوجود، بفحوائے" دیوانہ بکارِ خویش ہشیار" ـ کمال چالاکی سے "تدریجی عروج وارتقاء" کے زینے پر چڑھنا شروع کر دیا ـــــ کبھی وہ مجدّد اور محدّث بنا، کبھی مسیح اور مہدی بنا۔ کبھی خدا کا بیٹا اور خدا کا باپ بنا، کبھی خالقِ ارض وسما بنا، کبھی تمام انبیاءؑ ومرسلین کا بُروز ومثیل بنا، کبھی تمام پیغمبروںؐ کا نجات دہندہ بنا ـــــ اُس نے نہ صرف یہ اعلان کیا، کہ ـــــ

"منم مسیحِ زمان و منم کلیم خُدا
منم محمدؐ واحمد، کہ مجتبیٰ باشد"[1]

بلکہ اس کے ساتھ ہی اُس نے یہ منادی بھی کر دی ـــــ

کربلائیست سیر ہر آنم !
صد حسینؑ است در گریبانم[2]

اس خود ساختہ مراقی پیغمبرؐ نے یہ ضلالت انگیز شعر حقیقی حسینؑ کی

---

[1] دُرِّثمین فارسی مطبوعہ قادیان۔ [2] دُرِّثمین فارسی ـ

تحقیر و تذلیل کے لئے اور خود کو حسینؓ ابن علیؓ سے افضل قرار دینے کے لئے کہا۔۔۔ اور۔۔۔ اُس کے جانشین بیٹے نے اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے محبانِ شبیرؓ اور دوستدارانِ حسینؓ کے قلب و جگر کو اور بھی مجروح کیا۔ اور نہایت بے خوفی و بیباکی سے لکھا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ؎

کربلائیست سیر ہر آنم　　　صد حسینؓ است در گریبانم

کہ میرے گریبان میں سَو حسینؓ ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔۔۔ میں سَو حسینؓ کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ سَو حسینؓ کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے وہ شخص جو اہلِ دنیا کی فکروں میں گھُلا جاتا ہے۔ جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے۔ جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مِٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے؟ کہ اُس کی قربانی سَو حسین کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام امام حسین کے برابر تھے۔ بادنیٰ۔ حضرت امام حسینؓ ولی تھے۔ مگر اُن کو وہ غم اور وہ صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا، جو اسلام کو مٹتا دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا"۔ (خطبہ جمعہ خلیفۂ ثانی پیغمبر قادیانی، مندرجہ اخبار

"الفضل" قادیان جلد ۱۳ نمبر ۸۰ بابت ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء بمطابق حوالہ کتاب "قادیانی مذہب" مؤلفہ پروفیسر الیاس برنی)

اعاذنا اللّٰہ من ھٰذہ الھفوات والخرافات! ———

غور فرمائیے حضرات! اس شوخ عبارت کے ایک ایک گستاخ لفظ پر، کہ کس خوبصورتی سے "احیائے دین" اور "القائے اسلام" کا نام لے کر اور "غمِ دُنیا" کا بہانہ بنا کر قادیانی صاحب کو حسینؑ ابن علیؑ سے افضل واعلیٰ گردانا گیا۔ اور اس کی "قربانی" کو شبیرؑ جہاں گیر کی قربانی سے بہتر و کامل قرار دیا گیا ہے۔ نہ صرف اس قدر، بلکہ یہ کہ "سو حسینؑ کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے" مطلب یہ ہوا کہ ایک حسینؑ نہیں سو حسینؑ شہادتیں پائیں، سر کٹوائیں، اپنے اعزا و اقارب ذبح کرائیں۔ اپنے اصحاب و رفقاء کو راہِ خدا میں قربان کریں۔ تو ان سو حسینوں کی یہ فداکاری و جانبازی، قادیانی صاحب کی صرف ایک گھڑی کی قربانی کے برابر ہوگی۔ اللہ اللہ! تعلی اور کبریائی حد سے تجاوز کر گئی ——— انانیت اپنے حدود کو پھاند گئی!

محمدؐ اور علیؑ کے دل کا چین، زہرؑا کا قرۃ العین ——— حسینؑ تو وہ مجاہدِ اعظم ہے۔ جس نے نخلِ اسلام کی، پانی سے نہیں، اپنے پاک اور بیش قیمت لہو سے، اُس وقت آبیاری کی، جب وہ جڑوں سے لے کر کونپلوں تک سوکھ چلا تھا۔ اُس نے اللہ کے دین، محمدؐ کی شریعت، قرآن کے ناموس، ایمان کی دولت کو اُس وقت بچایا، جب خدا اور رسولؐ کے دشمن

ان کو تباہ کر رہے تھے ۔۔۔ حسینؑ، رسولِ ثقلینؐ کا نورِ العین یہ برداشت نہ کر سکا کہ کوئی شخص "نقلی محمدؐ" اور "جعلی احمدؐ" بن کر اس کے مقدس نانا کا "ظلّی اور بُروزی" جامہ پہن کر آ جائے۔ اور احکام الٰہی میں رخنہ اندازی کرے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیکر دینِ خدا میں "تجدید" کرے اور بدعات و محدثات کو رائج کر کے "مجدّد" بن جائے!

حسینؑ، فاطمہؑ رسولؐ کا دلچین، اللہ کے دین کی ایسی ہی تجدید کرنیوالے "مجددوں" کی سرکوبی کے لئے اٹھا، سوا لاکھ جعلی حدیثیں وضع کرنیوالے "محدثوں" کو ٹھکانے لگانے کے لئے اٹھا، کعبہ کی بجائے کسی اور ناپاک جگہ کو "ارضِ حرم" بنانے والے خود سر معماروں کے خلاف اٹھا۔ رسولِ اعظم کے مثیل بننے والوں، اُلوہیت کے دعوے کرنے والوں، آلِ محمدؐ کے حقوق اور مرتبے چھیننے والوں، اُمت میں فتنہ و فساد پھیلانے والوں کی گردن زنی کو اٹھا! ۔۔۔ بے شک! اس کا سر کٹ گیا، فرزند کٹ گئے عزیز کٹ گئے، ساتھی کٹ گئے، مگر حسینؑ ۔۔۔ اللہ کے شہید حسینؑ نے خود کٹ کر کفر و الحاد کی جڑیں کاٹ دیں۔ شرک و زندقہ کو تباہ کر دیا، جور و جفا، ظلم و ستم کا نام و نشان نہ چھوڑا ۔۔۔ اس نے مرتے ہوئے اسلام کو آبِ حیات بخشا۔ اس نے جاں بلب دین کو شربتِ زندگی پلایا۔ اس نے تیغِ عدو کے نیچے اپنا گلا رکھ دیا۔ لیکن کسی دشمنِ خدا حکمران، کسی دشمنِ رسولؐ فرمانروا، کسی کافر و مشرک آمر، کسی زندیق و ملحد بادشاہ کی اطاعت قبول نہ کی۔ اور اپنا پاک ہاتھ ایسے حاکم کے ناپاک ہاتھ میں دینا گوارا نہ کیا جس نے

ماں اور بہن، بیٹی اور بہو کو گھر میں ڈال لینا۔ اور ان سے بدکاری کرنا جائز کر رکھا تھا۔

حسینؑ نے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی کبھی غلط تاویل نہ کی۔ اہلِ اسلام کو قرآن کے معانی توڑ موڑ کر نہ بتائے۔ اس نے غیر اللہ کے آگے نہ اپنا سر جھکایا نہ کسی مسلمان کا جھکنا پسند کیا ——— وہ تھا حقیقی حسینؑ ——— وہ تھا اصلی شبیرؑ ——— محمدؐ کا نواسہ، علیؑ کا فرزند زہراؑ کا بیٹا، حسنؑ کا بھائی! جو آخری دم تک اپنی بات پر ڈٹا رہا۔ اپنے مشن پر قائم رہا، وہ اسلام کو بچانے کے لئے دُنیا میں آیا، اسلام کو بچاتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا، گلشنِ دین کی حفاظت کے لئے اس کا ظہور ہوا۔ اور جب اللہ کے دین کا باغ سوکھنے لگا۔ تو اس نے اپنے مقدس خون سے اس کو سینچا، اس کو تازگی بخشی۔ اُس کو دائمی زندگی دی۔ ایسی زندگی! کہ خدا اور محمدؐ کا لگایا ہوا باغ پھر کبھی مرجھا ہی نہ سکے۔

جائے غور ہے ——— "صد حسین است در گریبانم" کا ڈھول پیٹنے والے نے حسینؑ سے افضل و اعلیٰ ہونے کا اعلان تو کر دیا۔ اور سو حسینؑ کی قربانیوں کو اپنی ایک گھڑی کی قربانی کے برابر تو کہہ دیا۔ مگر یہ نہ بتایا کہ حسینؑ کی کونسی صفات اس میں پائی جاتی ہیں۔ اور شبیرؑ کے کیا کیا کمالات لے کر وہ آیا ہے؟ کسی برطانوی کی غلامی میں رہنے، کسی فرنگی کی اطاعت قبول کرنے، کسی انگریز کو آقائے ولی نعمت سمجھ لینے حکومت یا عوام کے خوف سے اپنے دعووں سے دستبردار ہو جانے، عدالتوں

ہیں معافی نامہ یا توبہ نامہ لکھ کر پیش کر دینے سے اوصافِ شبیری حاصل نہیں ہو سکتے اللہ حسینؑ سے افضل واشرف نہیں بنا جا سکتا ــــــ حسینؑ، حسینؑ ہی ہے! اس کا مثیل و ہمسر نہ کوئی بن سکا ہے نہ بن سکے گا۔ لیس مثل لہٗ ولا نظیر لہٗ۔

الغرض ـــــ "صد حسینؑ است در گریبانم" کہنے والے نے ایسے نازیبا اور دل آزار اور ضلالت خیز اور جہالت انگیز الفاظ اپنی زبان وقلم پر لائے ہیں، جنہیں حُب دارانِ حسینؑ برداشت نہیں کر سکتے، لیکن صبر و سکون کی تعلیم دینے والے صابر حسینؑ نے از بسکہ ہمیں جوش و غضب سے منع کیا ہے، اس لئے صبر و سکون کے ساتھ اس نقلی حسینؑ اور جعلی شبیر کی تعلّیوں اور گستاخیوں اور شوخیوں اور بڑائیوں کے دو چار نمونے دیکھ لینے چاہیئں ــــ ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ وہ کس جسارت سے حسینؑ سے بڑھ کر "منجی اور شفیع" بنتا ہے۔

"اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو، کہ حسینؑ تمہارا مُنجی ہے، کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسینؑ سے بڑھ کر ہے، اب میری طرف دوڑو، کہ سچا شفیع میں ہوں۔" (دافع البلاء)

یہ مکروہ عبارت جب تمام اہل اسلام محبانِ حسینؑ کی نگاہوں سے گذری، تو ہر فرقہ کے مسلمانوں نے اس پر اظہارِ ناراضگی کیا۔ لازم تھا کہ یہ نقلی اور جعلی حسینؑ۔ جو حسینؑ سے افضل ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔

فدایانِ شبیرؓ کے جذبۂ ایمانی سے متاثر ہو کر تائب ہوتا اور معذرت پیش کرتا۔ مگر اس نے بجھتی ہوئی آگ پر پانی کی بجائے تیل ڈالا۔ اور نہایت کبریائی سے لکھا کہ :-

"بعض نادان شیعوں نے، جنہوں نے حسینؓ کی پرستش کو اسلام کا مغز سمجھ لیا ہے ۔ ہمارے رسالہ دافع البلاء کے دیکھنے سے بہت زہر اُگلا ہے۔ اور یہ اعتراض کیا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ شخص امام حسینؓ سے افضل ہو؟ افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسینؓ کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا۔ بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن میں مذکور ہے۔ حق تو یہ ہے کہ ما کان محمدٌ ابا احد من رجالکم کی آیت نے اُس تعلق کو بھی جو امام حسینؓ کو آنحضرت صلعم سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا، نہایت ہی ناچیز کر دیا [ع۱]۔ پھر عجیب تر بات یہ ہے کہ حسینؓ کو یہ شرف بھی نصیب نہیں ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت کی قبر کے

ع۱ آیۂ مذکورہ میں رجالکم سے مراد عام لوگ ہیں۔ آلِ محمدؐ نہیں۔ حسینؓ سے افضل بننے والے معترض کی قرآن دانی اس سے معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ وہ کلام اللہ کا مفہوم ہی نہیں سمجھ سکتا۔ اور اہلبیت کو بھی عوام میں لا رہا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ حسینؓ میرا فرزند ہے۔ بلکہ تمام اہلبیت حضورؐ کے بیٹے ہیں۔ (گیلانی)

قریب دفن کیا جاتا۔ لیکن میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نام رسولِ پاک نے نبی اور رسول رکھا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے۔ کہ امام حسین کو اس سے یعنی مجھ سے کیا نسبت ہے؟ یہ اور بات ہے کہ سُنّی یا شیعہ مجھ کو گالیاں دیں، یا میرا نام کذّاب و دجّال بے ایمان رکھیں ؟ (نزول المسیح)

گستاخی اور تعلّی کا ایک اور نمونہ دیکھئے، لکھتا ہے:-

" ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کے صفاتِ کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسینؓ کو اس سے کیا نسبت ہے؟ —— کیا یہ سچ نہیں کہ قرآن اور حدیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسینؓ سے افضل ہے، اور جامع کمالاتِ متفرقہ ہے، پھر اگر درحقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں، تو خود سوچ لو، کہ حسینؓ کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہیئے ؟ (نزول المسیح)

عہ کسی نبی کی قبر کے قریب دفن ہونا باعث شرف و مجد اور ذریعۂ نجات نہیں ہو سکتا۔ اکثر انبیاء کی قبور کے پاس کفار و مشرکین مدفون ہیں۔ پھر کیا وہ اشرف و افضل اور نجات یافتہ ہیں؟ فافہم و تدبر (گیلانی)

ایک جگہ یہ مراقی نبی "خود کو جناب شہزادگان والا تبار فرزندان شاہ ابرار دلبندان حیدر کرار سے افضل قرار دیتا ہوا لکھتا ہے:۔

"اور انہوں نے کہا، کہ اس شخص نے امام حسنؓ اور حسینؓ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا، میں کہتا ہوں، کہ ہاں! سمجھا۔ اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔" (نزول المسیح)

اسی پر بس نہیں، اس خود ساختہ جعلی پیغمبر نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر جناب سید الشہداء تاجدار کربلا کی تحقیر و تذلیل میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ چنانچہ سیدنا امام معصوم کی توہین اور اپنی توقیر یوں کرتا ہے:۔

(عربی اشعار کا ترجمہ) "مجھ میں اور تمہارے حسینؓ میں بہت بڑا فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر تمہارا حسینؓ ؟ ۔۔۔۔ پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو، اب تک تم روتے ہو۔ تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی جو نومیدی سے مر گیا پس تم کو خدا نے ہر ایک مراد سے نومید کیا۔ میں خدا کا کشتہ ہوں پس فرق کھلا اور ظاہر ہے۔" (اعجاز احمدی)

لیکن ۔۔۔۔ یہ عجیب بات ہے کہ حسینؓ کا نانا، حسینؓ کا باپ۔ حسینؓ کا بھائی اور حسینؓ بننے والے اس باطل و بے ادب مدعی نے ایک طرف تو حسینؓ سے افضل و اشرف ہونے کا اعلان کیا۔ اور دوسری طرف حسینؓ کے قاتل یزید پلید علیہ اللعنۃ کی تعریف بھی کر دی، ان الفاظ میں، کہ:۔

"در اصل بات یہ ہے، کہ سب سے زیادہ بدنام یزید ہے، اگرچہ اس

کی شراکت سے امام حسینؓ کی شہادت ہوئی تو بُرا کیا ؟ لیکن آجکل
کے شیعہ بھی مل کر وہ دینی کام نہیں کر سکتے ، جو اس نے کیا ۔"

(ملفوظات احمدیہ)

القصہ ـــــ نواسہء رسول الثقلینؐ جناب امام حسینؓ کی شہادت عظمیٰ کے بعد ہزاروں اور لاکھوں بد اندیشوں نے نقلی حسینؓ ، بلکہ حسین سے ارفع و اعلیٰ بننے کی ناپاک کوششیں کیں ۔ انہوں نے حقیقی حسینؓ کو تو رسول اللہؐ کی ابنیت سے خارج کر دیا ۔ اور خود فرزندِ محمدؐ بن بیٹھے ، مگر ان سب کا انجام ـــــ اور عبرت ناک انجام کیا ہوا ؟ ـ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ کے آئین الٰہی کے مطابق قاتلانِ حسینؓ کی طرح یہ جعلی اور خود ساختہ حسین بھی اپنے کیفر کردار کو پہنچے ۔ اور قدرتِ حق نے ان کی گستاخیوں اور شوخیوں کا مزا انہیں خوب چکھایا ۔ کہ کوئی دریا میں غرق ہوا ، کسی کو گولیوں سے بھونا گیا ، کوئی پھانسی پر لٹکایا گیا ۔ کسی نے چاہِ تاریک میں گر کر ہلاکت پائی اور کوئی وبائے ہیضہ کا شکار ہوا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ؎

یہ عبرت کی جا ہے ، تماشا نہیں ہے !

اس سلسلہ میں ایک اور عبرتناک واقعہ سُن لیجئے :۔

کوئی بیس برس کی بات ہے ۔ بھارت کے شہر سُورت کے ایک باغ میں چند مسلمان اور عیسائی آپس میں خوش گپیاں اُڑا رہے تھے ۔ آخر مذاق نے منافرت کا پہلو بدلا ، اور مذہبی مذاکرات چل پڑے ۔ کسی گفتگو کے سلسلہ میں

دو قوموں مسلمانوں نے امام حسینؑ اور ان کے بے مثال جاں بازانہ کردار کی تعریف کر دی۔ ایک عیسائی جناب سید الشہداءؑ کی مدح و ثناء سن کر آگ بگولا ہو گیا، اور حضرت مسیحؑ بن مریمؑ کی مبالغہ آمیز توصیف کرتے ہوئے کہنے لگا:۔

"تم مسلمانوں کا حسینؑ، ہمارے خداوند یسوع مسیحؑ کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے؟ خدا نے مسیحؑ کو عزت کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا، اور تمہارا حسینؑ تپتی ہوئی ریت پر قتل کیا گیا اور مرتے وقت بھی پانی کا ایک قطرہ اس کے منہ میں نہ پہنچ سکا۔"

گستاخ عیسائی کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ایک بہت بڑا سانپ نمودار ہوا جس نے قریب آ کر عیسائی کو پھنکارنا اور کاٹنا شروع کر دیا، اس کے زہر سے وہ بے ادب عیسائی چند منٹ میں فی النار ہو گیا۔

(ماخوذ از اخبار "سٹینڈرڈ" بمبئی انڈیا۔ بابتہ ۲ مارچ ۱۹۴۵ء)

قومِ موسیٰؑ کا طلائی بچھڑا

در حقیقت

حسینؑ کی موہومہ تمثیل تھی !

بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی

— اور —

اسرارِ مکتومہ کا تحیر خیز انکشاف

تیری ہستی سے ہے اثباتِ وجودِ کردگار !
کون سمجھے ، تو ہے کیا ؟ اور تو نہیں کیا ؟ اے حسینؑ !
ہر نظامِ نو میں ہے تیرا ہی عزمِ انقلاب !
گونجتا ہے ہر فضا میں تیرا نعرہ اے حسینؑ !
وقت کی سب بندشیں تیرے اثر نے توڑ دیں !
ہر زمانہ ہو گیا تیرا زمانہ اے حسینؑ !
میں بلا تخصیصِ مذہب کیوں نہ کہہ دوں صاف صاف !
سب نے سیکھا تجھ سے جینے کا سلیقہ اے حسینؑ !

(ساجد رضوی)

کبھی سوچا ہے آپ نے؟

کہ بنی اسرائیل کو سونے کا بچھڑا بنانے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ اُس نے خدائے واحد کی پرستش کو چھوڑ کر گوسالۂ طلائی کی عبادت کیوں شروع کر دی؟ —— دراں حالیکہ اس قوم کے دو عظیم القدر پیغمبر، اُس کے درمیان موجود تھے۔ اور رُشد و ہدایت کے سوتے پھوٹ پھوٹ کر اس کے گلشن ایمان و ایقان کو سیراب کر رہے تھے۔

استفسارِ مذکور کا جواب عام طور پر یہی دیا جاتا رہا ہے —— اور یہی دیا جاتا رہے گا۔ کہ موسیٰ اور ہارون (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کی عدم موجودگی میں شیطان نے اسرائیلیوں کو بھڑکایا۔ انہوں نے طاغوتی ضلالت سے متاثر ہو کر سونے کا گوسالہ بنا ڈالا اور اس کی پوجا میں مصروف ہو گئے۔

لیکن —— یہ جواب اس لئے ناکافی، اور غیر طمانیت بخش ہے۔ کہ ہر عمل کو اختیار کرنے کے لئے کچھ ایسے وجوہ و اسباب سامنے آتے ہیں۔ جو بعض قلوب پر عجیب طریقہ سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور دل و دماغ کو بد پیرائی پر مجبور کرتے ہیں۔

قرآن کریم، بائیبل اور تاریخ قدیم کی روایتوں سے یہ راز کھلتا ہے۔ کہ بات بات میں کج بحثیاں اور کٹ حجتیاں کرنا، احکام و مسائل میں رخنے نکالنا۔ غلط تاویلیں گھڑنا، رائی کا پہاڑ اور بات کا بتنگڑ بنانا۔ حقیقت کو توڑنا

سرو ڈرنا، فرمانِ الٰہی اور ارشادِ پیغمبرؑ کی تعمیل و تکمیل میں تاخیر و تعویق کرنا، قوم موسیٰؑ کی فطرت ـــــ یا ـــــ طبیعتِ ثانیہ تھی ـــــ اور اپنی اسی فطرت یا طبیعت ثانیہ کے اقتضاء سے مجبور ہو کر انہوں نے سونے کا ایک بچھڑا گھڑ ڈالا، اور اس کی عبادت شروع کر دی۔

بات یہ ہوئی، کہ بنی اسرائیل کو پرانے صحیفوں سے بھی، اور اپنے پیغمبروں جناب موسیٰؑ کلیم اللہ اور جناب ہارون علیہما السلام کی زبانی بھی یہ معلوم ہو چکا تھا کہ:۔

"خدا کا ایک مقدس و مطہر جانور بیرہ یا گوسالہ کی شکل میں ظاہر ہوگا جسے ذبح کیا جائے گا۔ اور اُس کی قربانی ایک عظیم ترین قربانی ہوگی"

اہل علم حضرات خوب جانتے ہیں، کہ خدائے تعالیٰ کے کلام اور انبیائے کرامؑ کے کلام میں بعض اوقات استعاروں اور اشاروں اور کنایوں سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ اس لئے! کہ جو خاص امور اور خاص واقعات اس کلام میں پائے جاتے ہیں، نا اہلوں سے محفوظ رہیں اور راسخون فی العلم کے سوا، اغیار ان سے آسانی سے سمجھ نہ سکیں۔

"پس جب اسرائیلیوں کو معلوم ہوا کہ ایک صحیفہ میں لکھا ہے:۔ "میں نے گھمنڈیوں سے کہا، گھمنڈ نہ کرو، اور شریروں سے سینگ نہ اٹھاؤ، اپنا سینگ اونچا نہ کرو، گردن کشی سے مت بولو، کہ سرفرازی نہ پورب سے آتی ہے، نہ پچھم سے اور نہ دکھن سے، بلکہ خدا عدالت

کرنے والا ہے وہ ایک کو پست کرتا، اور دوسرے کو سرفراز کرتا ہے،
کہ خداوند کے ہاتھ میں ایک پیالہ ہے جس میں سُرخ مے ہے، وہ ایک
ترکیب سے بھرا ہے۔ اس میں وہ انڈیلتا ہے۔ مگر اس کی تلچھٹ
کو سرزمین کے سارے شریر نچوڑینگے اور پیئیں گے۔ پر میں جو ہوں
ابد تک بیان کروں گا۔ اور یعقوب کے خدا کی حمد گاؤں گا۔ اور
میں شریروں کے سب سینگ کاٹ ڈالوں گا۔ پر صادقوں کے
سینگ بلند کیئے جائیں گے" (زبور۔ باب ۷۵، فقرہ ۴ تا ۱۰)

مذکورہ کلام میں استعارہ کے طور پر ایک آئندہ زمانہ میں رُونما ہونے والے عظیم واقعہ سے آگاہ کیا گیا ہے ــــــ اُس واقعۂ الیمہ، اُس حادثۂ عظیمہ سے محبانِ حسینؑ ناواقف نہیں ہیں۔ کہ اس میں کس خدا کے منظورو محبوب کو سرفراز کیا گیا، اور کس خدا کے مقہور و مغضوب کو پست و ذلیل کیا گیا ــــــ اور ــــــ یہاں "سینگ" سے مراد ہے جاہ و حشمت، مرتبہ و منصب، عزت و عظمت ــــــ لیکن بنی اسرائیل نے "سینگ" سے مطلب یہ لیا۔ کہ کوئی "شاخدار جانور" نمودار ہوں گے۔ جن کو اللہ کریم فضیلت دے گا۔ اور ان کو صادق و راستباز ٹھہرائے گا۔

اس واقعۂ فاجعہ کی تفصیل ایک اور صحیفے میں بھی مذکور ہے، ازبسکہ اس میں بھی اشارہ اور کنایہ سے بعض "جانوروں" کے نام آتے ہیں۔ لہٰذا اسرائیلیوں کو اس کے سمجھنے اور اس کی تہہ تک پہنچنے میں یہاں بھی مغالطہ ہوا۔ وہ کلام اس طرح مسطور ہے:۔

وہ مردِ غمناک اور رنج کا آشنا ہوا۔ لوگ اس سے گویا روپوش تھے اس کی تحقیر کی گئی۔ اور ہم نے اس کی کچھ قدر نہ جانی۔ یقیناً اس نے ہماری مشقیں اٹھالیں۔ اور ہمارے غموں کا بوجھ اپنے اوپر چڑھایا پر ہم نے اس کا یہ حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے۔ پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھائل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست ہوئی۔ تاکہ اس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا۔ پر خداوند نے ہم سبھوں کی بدکاری اس پر لادی۔ وہ تو نہایت ستایا گیا۔ اور غمزدہ ہوا۔ توبھی اس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ وہ جیسے برہ، جسے ذبح کرنے لے جاتے ہیں اور جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے آگے بے زبان ہے۔ اسی طرح اس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ ایذا دیکے، اور اس پر حکم کر کے وہ اسے لے گئے۔ پر کون اس کے زمانے کا بیان کرے گا؟ کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ اس نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا۔ اور اس کے منہ میں ہرگز چھل نہ تھا۔ لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اسے کچلے۔ اس نے اسے غمگین کیا جب اسکی جان گناہ کے لئے گذرانی جاوے تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا۔ اور اسکی عمر دراز ہوگی۔ اور خدا کی مرضی اس کے ہاتھ کے وسیلے بر آوے گی۔ اپنی ہی جان کا دکھ اٹھا کے وہ اسے دیکھے گا۔ اور سیر ہوگا۔ اپنی

ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز ٹھہرائیگا۔"

(یسعیاہ باب ۵۳ فقرہ ۴ تا ۱۱)

لیکن بنی اسرائیل پھر بھی حقیقت کو نہ پا سکے اور اس راز کو نہ سمجھ سکے۔ کہ "برہ و گوسفند" کسے کہا گیا ہے؟ کون اللہ کی رضا، حق کی خوشنودی کے لئے اپنی گردن چپکے سے تلوار کے نیچے رکھ دے گا۔ اور اُف تک نہ کرے گا۔ کون ستایا جائے گا۔ اور گھائل کیا جائے گا۔ کون رنجیدہ و غمزدہ ہو کر، اور عظیم ترین مصیبت کو خندہ پیشانی سے جھیل کر راہِ خدا میں جان دے گا۔ کس کو ظلم کی کند چھری ذبح کرے گی۔ اور کون "اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کا نعرہ لگاتا ہوا ـــــ "اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کا وظیفہ کرتا ہوا ایسی قربانی پیش کرے گا کہ فرشتوں پر بھی لرزہ طاری ہو جائے گا ـــــ افسوس! قوم موسیٰ نے ایک غلط تاویل سے کام لیا۔ اور اس سرِّ نہاں کی گہرائیوں میں نہ ڈوب سکی ـــــ خدا کے اشارے و مرسلینؑ کے استعارے اس کے دل میں نہ اُتر سکے، اس نے ایک صحیفے میں یہ بھی پڑھا:۔

"اے خدا! میرے نجات دینے والے خدا! مجھے خون کے گناہ سے رہائی دے کہ ... میری زبان تیری صداقت کے گیت بلند آواز سے گائے، اے خداوند! میرے لبوں کو کھول دے،

تو میرا منہ تیری ستائش بیان کریں کرے گا۔ کہ تو ذبیحے سے خوش نہیں ہوتا۔ نہیں تو میں دیتا۔ سوختنی قربانی میں تیری خوشنودی نہیں خدا کے ذبیحے شکستہ جان ہیں۔ دل شکستہ اور خاکسار کو اے خدا! تو حقیر نہ جانے گا۔ اپنی خوشی سے صیہون کے ساتھ بھلائی کر۔ یروشلم کی دیواروں کو بنا۔ تب تو صداقت کے ذبیحوں اور سوختنی قربانیوں اور کامل قربانیوں سے خوشنود ہوگا۔ تب وہ تیرے مذبح پر بچھڑے چڑھائیں گے"۔

(زبور باب ۵۱ فقرہ ۱۴ تا ۱۹)

الغرض ـــــ آئندہ زمانہ میں شہادت پانے والی جلیل القدر ہستی کو جب خدا کی زبان اور انبیاء کی زبان نے استعارۃً، اشارۃً، کنایۃً "برہ وگوسالہ" کے نام سے موسوم کیا۔ تو بنی اسرائیل نے سچ مچ اس کو "عجل" سمجھ کر سونے کا ایک بچھڑا ڈھال لیا۔ اور اس "بچھڑے" کے جو اوصاف وکمالات اُنہوں نے پرانے نوشتوں میں پڑھے اور اپنے پیغمبروں کی زبان سے سُنے تھے۔ اُن اوصاف وکمالات کی بناء پر اسرائیلیوں نے "گوسالہ زریں" کی پرستش شروع کر دی۔

راہِ خدا میں شہید ہونے والے عظیم الشان بزرگ کو "بچھڑا" تصور کرنے میں قوم موسیٰ کو ایک اور واقعہ سے بھی تقویت ملی۔ اور اس نے یقین کر لیا کہ تپتے ہوئے ریگ زار میں تشنہ وگرسنہ رہ کر جس نے اپنا گھر بار لٹوانا اپنے عزیزوں کو ذبح کرانا اور اپنا سر کٹوانا ہے، وہ واقعی کوئی "گوسالہ" ہوگا

ہاں جس واقعہ نے اسرائیلیوں کی تاویل و توجیہہ کو توڑ دی، وہ یہ ہے کہ:-

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ط قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ط قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ط قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ط فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا ط قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا ط وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ۔ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ج مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا قَالُوا

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، وہ کہنے لگے کیا تم ہم سے ٹھٹھا کرتے ہو؟ موسیٰ نے کہا خدا پناہ دے کہ میں ایسا جاہل بنوں، وہ بولے اپنے رب سے کہو۔ وہ ہمیں سمجھا دے۔ کہ وہ گائے کیسی ہو؟ موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ نہ تو بوڑھی ہو نہ نابالغ بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔ پس تمہیں جو حکم ملا ہے۔ اسکی تعمیل کرو۔ وہ بولے اپنے پروردگار سے یہ بھی دریافت کرو کہ گائے کا رنگ کیسا ہو؟ فرمایا خدا نے کہا ہے کہ گائے خوب گہرے زرد رنگ کی ہو جو دیکھنے والوں کو متاثر کر سکے۔ اسرائیلی کہنے لگے، اپنے رب سے یہ بھی پوچھو کہ اس گائے میں اور کیا کیا خوبیاں اور صفتیں ہوں؟ جناب موسیٰ نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو زمین جوتتی ہو اور نہ کھیتی کو پانی دینے

الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ط فَذَبَحُوهَا
وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ، وَإِذْ قَتَلْتُمْ
نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيهَا ط
وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ
فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ط
كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى
وَيُرِيكُمْ آيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُونَ ۔

(البقرہ ۔ ع ۷)

والی ہو، بلکہ صحیح وسالم، یکرنگ، بالکل بے داغ ہو۔ وہ کہنے لگے، ہاں! اب ٹھیک ہے۔ پس انہوں نے گائے کو ذبح کیا حالانکہ ان سے ایسی توقع نہ تھی۔ پھر جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے کہ قاتل کون ہے؟ اور تم جس بات کو چھپاتے تھے، خدا اسے ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ پس ہم نے کہا گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا مردے کو چھوا دو۔ قیامت کو خدا اسی طرح مُردوں کو زندہ کرے گا۔ اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔

قرآن کریم کی اس روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ نے جو گائے اپنی قوم سے ذبح کرائی تھی، وہ بھی ایک بہت بڑے سرِ نہاں اور رازِ پنہاں کی سرمایہ دار تھی۔ اور ان کے اس "ذبیحہ گاؤ" میں استعارہ وکنایہ کے ساتھ آئندہ زمانے میں پیش آنے والے عظیم والیم واقعات وحالات مضمر تھے۔

کلام اللہ المجید کے مندرجہ آیات سے پتہ چلتا ہے کہ —— (۱) ذبح ہونے والی گائے نہ بوڑھی تھی نہ نابالغ، بلکہ جوان عمر کی تھی۔ (۲) اس کا رنگ گہرا زرد تھا۔ جو دیکھنے والوں کو متاثر کرتا تھا۔ (۳) وہ قلبہ رانی

یا کاشتکاری یا کسی دوسرے کام میں نہیں لائی جاتی تھی۔ (۴) وہ آبپاشی یعنی کھیتوں وغیرہ کو پانی دینے کے لئے بھی استعمال نہ کی جاتی تھی۔ (۵) وہ صحیح وسالم تھی اور کوئی جسمانی عیب نہیں رکھتی تھی۔ (۶) یکرنگ اور بالکل بے داغ تھی۔ (۷) مُردوں کو زندگی بخشنے کی قوت بھی اسکے گوشت میں مُضمر تھی۔

مذکورہ ارشادِ الٰہی سے معلوم ہوا کہ حق تعالٰی نے ذبیحہ کے لئے کوئی عام قسم کی گائے پسند نہیں فرمائی۔ اور جناب کلیمؑ خدا کو سمجھا دیا کہ ذبح کرنے کے لئے ایک ایسی گائے منتخب کی جائے۔ جو مندرجہ بالا ہفت صفات کی پیکر ہو ـــــ سوال پیدا ہوتا ہے، خدائے پاک نے ایک ذبیحے کے لئے ایسی شرطیں اور ایسی پابندیاں کیوں عائد فرمائیں اور ایسی گائے کا انتخاب کیوں لازم قرار دیا۔ جس میں بیان کردہ ساتوں اوصاف پائے جاتے ہوں؟

غالبًا اس کا جواب یہ دیا جائے گا۔ کہ قربانی دینے یا کسی خاص مقصد مثلاً نذر و نیاز۔ عقیقہ وغیرہ کے لئے جو بھی جانور لیا جائے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کا یہی حکم ہے کہ وہ جوان، یکرنگ، بے داغ و بے عیب ہو۔ اور سالم الجسم ہو۔ ٹھیک ہے! قربانی یا صدقہ وغیرہ کے لئے ایسی ہی صفات کے جانور لینے کا حکم ہے ـــــ مگر سوال تو جوں کا توں رہا۔ کہ اللہ نے زرد رنگ کی گائے کیوں پسند کی اور یہ شرط کیوں لگا دی کہ وہ گائے کھیتی باڑی اور آبپاشی میں کام نہ کر چکی ہو؟ ـــــ ذرا راہوارِ فکر و دانش کو حرکت دی جائے۔ اور قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ کے بحرِ ذخار کی غواصی کی جائے۔ تو اجرِ

رسالت ادا کرنے والے عاشقانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر یہ رازِ عجیبہ و سرِ غریبہ ذرا منکشف ہو سکتا ہے۔ آئیے! ہم یا علیؑ کہہ کر اس عقیدہ کو کھولنے کی کوشش کریں۔

زرد رنگ ـــــ سب کو معلوم ہے! کہ رنج و غم، درد و تکلیف کی ایک علامتِ فارقہ ہے جس کسی کو کوئی مصیبت درپیش ہو۔ یا کوئی رنجیدہ و مغموم ہو۔ تو اس غمزدہ کا رنگ پیلا زرد ہو جاتا ہے - علاوہ بریں زردئ جسم و چہرہ کسی بیماری کا نشان بھی سمجھا جاتا ہے ـــ خصوصاً جگر کی کسی تکلیف کا نشان! ـــــ جنابِ موسیٰ اور ان کی قوم کو ایک ایسی "گائے" کی تلاش و تحصیل کا حکم ہوا۔ جو پیلی زرد ہو۔ وہ ہو تو صحیح الجسم اور سالم الجثہ۔ مگر رنگت اس کی گہری زرد ہو۔ دراصل یہ ایک ایسا ہی خدائی اشارہ تھا۔ جیسے حضرتِ اسماعیلؑ کی ملتوی شدہ قربانی کو مکمل کرنے والے شہیدِ اعظمؑ کے لئے تمثیلاً برہ، بچھڑا، مینڈھا - بھیڑ وغیرہ کے نام استعمال کئے گئے ہیں ـــ اسی طرح آئندہ زمانے میں ایک تکلیف اور دکھ اٹھانے والی، رنج و غم، درد و الم اور مصیبت میں مبتلا ہونے والی "خاتونِ محترمؑ" کو استعارۃً "گائے" (بقرہ) کہا گیا۔ اور جنابِ موسیٰ کے توسط سے بنی اسرائیل کو آگاہ کیا گیا۔ کہ وہ مکرمہ و معظمہ خاتون وہی صفات اپنے میں اور اپنی اولادِ پاک میں رکھتی ہو گی۔ جو صفات اس "گائے" کے لئے بیان کی گئی ہیں۔

سمجھنے والے دل ـــــ سوچنے والے دماغ بخوبی علم رکھتے ہیں۔ کہ جس

مقدس خاتون کو "گائے" سے تشبیہ دی گئی ہے۔ وہ زندگی بھر غم والم میں گرفتار رہی۔ دشمنوں نے اس کو لمحہ بھر چین نہیں لینے دیا۔ آلام ومصائب نے اس پر زردی بکھیر دی۔ دکھوں اور مصیبتوں نے اس کا خون چوس لیا۔ کوئی ایک غم، ایک دکھ نہیں پہنچا۔ اس طاہرہ کو ــــ اس کے والدِ معظم رسولِ عالمین، ختم المرسلینؐ کو دشمن جو ایذائیں دیتے اور جس طرح ستاتے رہے۔ اس سے بھی موصوفہ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا رہا۔ پھر جب وہ اللہ کا محبوب سیّد الانبیاءؐ دنیا سے رخصت ہوا۔ تو یہ خاتونِ طاہرہ جب تک جہانِ فانی سے اوجھل نہ ہوئی۔ گریہ وبکا میں مصروف رہی۔ اس کے علاوہ حقوق کے غصب ہونے اور جائیداد کے چھن جانے کا غم، شوہر نامدار کے خلافت سے محروم ہونے کا غم۔ مکان میں آگ لگنے کا غم، سندِ رسولؐ کے پرزے اڑ جانے کا غم، پہلو کے زخمی ہو جانے کا غم ــــ خیال فرمائیے! کسی کا جگر کمزور ہو جائے۔ اس میں ذرا ورم آجائے۔ تو بھس ہو جاتی اور رنگت زرد پڑ جاتی ہے۔ مگر جس کی جراحت، پہلو کو چھیدتی ہوئی جگر کو ٹکڑے اور کلیجے کو گھائل کر دے۔ اس پر زردی کیوں نہ چھائی گی؟ اور ــــ خدا کی زبان اس کو "اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِيْنَ" کیوں نہ کہے گی؟ ــــ ایک ایسی گہرے زرد رنگ کی گائے، جسے اہلِ درد دیکھیں تو اس کے رنج والم سے متاثر ہو کر خود بھی غمزدہ ہو جائیں!

پھر ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ۔ گائے ایسی ہو، جو زمین جوتنے اور ہل چلانے والی نہ ہو ــــ ظاہر ہے کہ قلبہ رانی

کے لئے جو جانور کام میں لائے جاتے ہیں۔ ان کی گردن میں جوا ڈالا جاتا ہے اور وہ مالک کے پنجے میں ہوتے ہیں۔ مگر یہاں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ وہ خاتونِ پاک کسی کی غلامی میں نہ ہو گی۔ اور اغیار اس پر حکمرانی نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ اس طاہرہ وطیبہ نے سب کچھ گنوا لیا۔ نقصان اٹھا لیا۔ مکان جلوا لیا، املاک ضبط کرا لی۔ اور بالآخر پہلو اور جگر میں زخم کھانا قبول کر لیا۔ مگر مخالفوں کی اطاعت اور دشمنوں کی غلامی منظور نہ فرمائی ـــــ نہ صرف خود ـــــ بلکہ اس کی اولاد اطہار نے بھی سب کچھ برداشت کر لیا۔ گھر بار لٹوا دیا۔ سر کٹا دیا۔ بیٹے اور دوست ذبح کرائے۔ لیکن ظالم اور شقی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا۔ اور فاسق و فاجر کا غلام بننا پسند نہ فرمایا ـــــ یہ تھا اشارہ اللہ کا اس "گائے" کے ایک وصف کے متعلق کہ وہ اور اس کی اولاد آزادی پسند ہو گی۔ اور دینِ حق کو ظالموں کے پنجۂ استبداد سے آزاد کرائے گی۔

اس گائے کی ایک صفت یہ بتائی گئی ہے کہ لَا تَسْقِي الْحَرْثَ۔ وہ کھیتی کو پانی دینے والی نہ ہو۔ اللہ اللہ! یہ خدا کی اسی "گائے" کا دل گردہ۔ حوصلہ وصبر تھا۔ کہ وہ اپنی لحدِ مبارک میں ـــــ نہیں نہیں اپنی قبر سے اُٹھ کر خود میدانِ کارزار میں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ کہ اس کی حرث، اس کی کھیتی اس کی اولاد۔ پیاس سے نڈھال ہو رہی ہے۔ پھول سے نازک بچے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ اور پانی کا ایک قطرہ ان کے حلق میں نہیں پڑ سکتا۔ وہ ان کا تڑپنا۔ بلکنا۔ بے چین ہونا۔ سب کچھ صبر و سکون سے دیکھتی رہی۔

مگر اپنی اس کھیتی کی آبپاشی نہ کر سکی ـــ اُف! ـــ صبر حد سے تجاوز کر گیا۔ سکون و استقلال اپنی سرحدوں کو پھاند گئے، کہ ـــ سقائے آلِ محمدؐ، علمدارِ حسینیؑ، جناب ابوالفضل عباسؑ، بکمال شجاعت و جرأت سے فرات پر پہنچتے ہیں تیروں کی بارش میں مشکیزہ بھرتے ہیں۔ پھر ایک چلو لے کر پانی منہ کے قریب لے جاتے ہیں تو فوراً یہ کہہ کر پھینک دیتے ہیں ـــ ہائے ہائے! پیاسی سکینہ تڑپ رہی ہے، پیاسا اصغر بلک رہا ہے۔ بھائی جان کا گلا خشک ہے۔ سارے خاندانِ رسالت کے ہونٹ سوکھے ہوئے ہیں۔ اور میں پی لوں پانی؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!" پانی لے کر آتے ہیں۔ تو بازو کٹ جاتے ہیں۔ اور مشکیزہ پھٹ جاتا ہے۔ زخمی ہو کر گرتے ہیں، پانی بہہ رہا ہے اور کپڑے بھیگ رہے ہیں۔ مگر اس نازک ترین حالت میں بھی ایک قطرۂ آب لبوں کے نزدیک نہیں آنے دیتے، اور کہتے ہیں تو یہ کہ ـــ اے خدائے پاک! اے زمین و آسمان! اے ارضی و سماوی مخلوق! گواہ رہنا۔ کہ میں نے مرتے وقت بھی پانی کی بوند منہ میں نہیں ڈالی۔ تاکہ قیامت کے روز سوکھے حلق والے حسینؑ کے سامنے میں شرمسار نہ ہوں اللہ وہ مجھے جامِ کوثر سے محروم نہ رکھیں۔"

یہ تھا مطلب لَا تَسْقِي الْحَرْثَ کا کہ وہ بقرۃ اللہ، وہ خدا کی گائے کھیتی کو پانی دینے والی نہ تھی ـــ ہاں! اس کی اولاد نے آبیاری کی، گلشنِ محمدؐ کو سینچا، مگر پانی سے نہیں، اپنے قیمتی خون سے! ـــ اپنے پاک لہو سے!!

وہی یہ بات! کہ اس اللہ کی پسند کردہ "گائے" کا ایک "ٹکڑا" گوشت مُردے کو زندہ کر دیتا ہے۔ تو غور فرمایئے کہ اس کے جگر کا ٹکڑا، اس کے جسم کا ریزہ، جب میدان میں اُترا، تو اس نے ایک طرف مرے ہوئے دین کو زندہ کیا۔ مُردہ اسلام میں جان ڈالی۔ اور دوسری طرف ـــــ وہ کٹ گیا۔ قتل ہو گیا، اس کا سرِ مبارک نیزے پر چڑھایا گیا، لیکن وہ مر کر بھی نہیں مرا۔ وہ زندہ رہا اور حیاتِ ابدی پائی۔ جس کی شان میں فرمایا گیا ہے ـــــ

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات۔ بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

ہاں! معلوم کیا ہے آپ نے؟ کہ وہ کون خاتونِ معظم ہے جسکو گائے سے تشبیہ دی گئی ہے ـــــ وہ ہے سیدۂ دو عالم، ملکۂ جنت، خیر النساء فاطمۃ الزہرا بنتِ محمدؐ سلام اللہ علیہا ع۱

پس بنی اسرائیل کا وہ تخیل و تصور جو انہوں نے "بچھڑے" کی نسبت قائم کر رکھا تھا۔ اس واقعہ سے تیقن میں تبدیل ہوا ـــــ انہوں نے سوچا، کہ جب ایک گائے میں یہ فضل و کمال، یہ طاقت و قوت ہے۔ کہ اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مردے کو زندہ کر سکتا ہے۔ تو اس کے بچھڑے ضرور ان صفات و

ع۱ جناب سیدۃ النساء العالمین دخترِ حضور ختم المرسلینؐ کے عجیب الاثر حالات ایک پیشگوئی کی صورت میں کتاب "گوہرِ یکتا" پیش کرتی ہے۔ جسے حکیم محمود گیلانی صاحب نے لکھا اور ادارۂ تحقیقاتِ حیدری نے شائع کیا ہے۔ تازہ ترین گرانقدر تحقیق ہے!

محاسن کے حامل ہونگے، جن کا ذکر انبیائے کرامؑ نے اپنے صحیفوں اور نوشتوں میں فرمایا ہے۔

پھر ہوا یہ کہ ـــــ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو اپنے برادرِ اصغر جناب ہارونؑ کی حفاظت و صیانت میں چھوڑ کر طور پر تشریف لے گئے۔ تاکہ خدائی عہد کی وہ تختیاں، جن پر آخری زمانہ میں ظہور فرمانے والے محبوبانِ الٰہی اور معصومینِ ایزدی کے علامات، بینات اور فضائل و محامد مرقوم ہیں۔ لائیں اور لوگوں کو عظمت و حرمت کی تفصیلات بتائیں۔ تو اسرائیلیوں نے ان کی عدم موجودگی میں سونا گلا کر اس سے ایک بچھڑا ڈھال لیا۔ اور اسکو اپنا معبود بنا لیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس کا ذکر کئی مقامات پر مذکور ہے۔

جس کا لبِ لباب یہ ہے کہ:۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰی مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ
حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ط
اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُکَلِّمُهُمْ
وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ط اِتَّخَذُوْہُ
وَکَانُوْا ظَالِمِیْنَ۔ (الاعراف)

اسرائیلیوں نے موسیٰؑ کے جانے کے بعد ایک بچھڑا بنا لیا جو اگرچہ جسم رکھتا اور آواز نکالتا تھا مگر نہ وہ اُن سے باتیں کر سکتا تھا نہ انہیں ہدایت دے سکتا تھا۔ اور نہ انکو راہِ حق دکھا سکتا تھا پس اس کو گھڑ کر وہ ظالم ہو گئے۔

علہ قوم موسیٰ نے سونے کے بچھڑے کی شکل میں خدا کے شہید کی جو تمثیل اور صورت بنائی تھی وہ اگرچہ ایک کل کے ذریعے بولتی اور آواز نکالتی تھی۔ لیکن ازبسکہ عقل و خرد سے خالی تھی۔ اسلئے ہم کلام نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ انہوں نے جس معصوم و مقدس ہستی کی موہوم و مفروضہ مورتی بنائی وہ تو ہادی ہے اور لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلانے والا اور ح

جو حق کا راستہ دکھا بھی سکتی ہے۔ لیکن یہ گوسالہ بے چارہ تو ان صفات سے کورا ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک
(گیلانی)

توارات میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے:۔

"پس یاد کر، اور بھول نہ جا کہ تو نے خداوند اپنے خدا کو بیابان میں کیونکر غصہ دلایا۔ جس دن سے کہ تم مصر سے باہر نکلے جب تک کہ اس مقام میں آئے۔ تم خداوند سے باغی تھے۔ اور تم حورب میں بھی خداوند کو غصے میں لائے۔ چنانچہ خداوند تم سے غصہ ہو کے تم کو فنا کیا چاہتا تھا۔ جس وقت میں وہ پتھر کی تختیاں لینے کو پہاڑ پر چڑھا، اسی عہد کی تختیاں جو خداوند نے تم سے کیا اور میں چالیس دن رات تک اسی پہاڑ پر رہا۔ نہ میں نے روٹی کھائی نہ پانی پیا۔ تب خداوند نے پتھر کی وہ لوحیں، خدا کی انگلی سے لکھی ہوئی مجھ کو سونپیں۔ اور اُن پر جو کچھ لکھا تھا۔ سو اُن سب باتوں کے موافق تھا۔ جو خداوند نے پہاڑ پر آگ میں سے جماعت کے دن تم سب سے کہی تھیں۔ اور ایسا ہوا کہ چالیس دن اور چالیس رات کے بعد خداوند نے پتھر کی وہ دونوں لوحیں، یعنی عہد کی لوحیں مجھ کو دیں۔ اور خداوند نے مجھ سے فرمایا کہ اُٹھ، اور پہاڑ سے نیچے جا۔ کیونکہ تیری قوم جسے تو مصر سے لایا، خراب ہو گئی۔ وہ اُس راہ سے، جو میں نے اُنہیں بتائی، جلد باہر ہو گئے۔ اُنہوں نے اپنے لئے ایک مورت ڈھال کر بنائی۔ پھر خداوند نے مجھے خطاب کر کے فرمایا۔ کہ میں نے اس قوم کو دیکھا، اور دیکھ یہ گردن کش قوم ہے۔ چھوڑ مجھے تاکہ انہیں ہلاک کر دوں۔ اور اُن کا نام آسمان کے نیچے سے مٹا ڈالوں۔ اور میں تجھ سے ایک قوم جو اس

سے بھاری اور قوت ور ہو۔ بناؤں گا۔ چنانچہ میں پھرا، اور پہاڑ پر سے
اُترا، اور پہاڑ آگ سے جل رہا تھا۔ اور عہد کی وہ دونوں لوحیں
میرے دونوں ہاتھوں میں تھیں۔ تب میں نے نگاہ کی، اور دیکھو
تم نے خداوند اپنے خدا کا گناہ کیا تھا۔ اور اپنے لئے ڈھالا ہوا بچھڑا
بنایا، تم بہت جلد اس راہ سے، جو خداوند نے تمہیں بتائی۔ باہر گئے
تھے۔ تب میں نے وہ دونوں لوحیں تھام کے اپنے دونوں ہاتھوں
سے پھینک دیں۔ اور تمہاری آنکھوں کے سامنے انہیں توڑ ڈالا۔
اور میں آگے کی طرح چالیس دن اور چالیس رات تک خداوند کے
آگے گرا پڑا رہا۔ میں نے نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا۔ ان سب گناہوں
کے سبب سے کہ تم نے کئے۔ جبکہ تم نے خداوند کے آگے ایسی
برائی کی کہ اسے غصے میں لائے کیونکہ میں خداوند کے قہر اور تیز
غصے سے ڈرا۔ کہ وہ تم پر بہت غصے تھا۔ اور تمہیں نابود کیا چاہتا
تھا۔ (موسیٰ کی پانچویں کتاب "استثنا" باب ۹ فقرہ ۷ تا ۱۹)

قرآن حکیم اور توراۃ کے مندرجہ بیانات سے یہ واضح ہوا کہ قوم موسیٰؑ
نے اپنی غلط تاویلوں سے کام لے کر سونے کا بچھڑا بنایا تھا۔ ان کے اس
فعل سے خدائے قدوس غضبناک ہوا اور جناب کلیم اللہ بھی بہت ناراض
ہوئے۔ اور اسرائیلیوں کے اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب
میں مبتلا کرنے پر تیار ہو گیا۔
کیا عجیب بات ہے کہ حضرت موسیٰ تو کوہ طور پر بینات اور الواح

میثاق حاصل کرنے کے لئے گئے - وہاں نورِ حُسین اور جلوۂ محمدؐ کی تاب نہ لاکر ان پر بیہوشی طاری ہوئی اور غش کھا کر گرے ہوش آیا تو حضور سید المرسلینؐ اور آپ کی آلِ اطہارؑ کے تمام حالات و واقعات سامنے آ گئے۔ کربلا کا ہولناک منظر بھی دیکھا - اور اسی واقعۂ الیمہ سے متاثر ہو کر چالیس روز تک، پانی کا ایک قطرہ اور روٹی کا ایک نوالہ منہ کے قریب نہ آنے دیا۔ اس لئے! کہ معصوم نینوا مظلوم کربلاؑ نے بھوک اور پیاس کی حالت میں شہید ہونا تھا۔ موسٰیؑ علیہ الصلوٰۃ نے بھی نواسۂ رسول فرزندِ بتولؑ کی اقتداء میں تشنہ و گرسنہ رہنا پسند فرمایا - اور غمِ حسینؑ میں بے نان و آب چالیس دن گزار دیئے۔

جناب موسٰیؑ تو اُدھر شبیرِؑ شہید کا چہلم منا رہے تھے - اور ان کی قوم اِدھر سونے کے بچھڑے کو شبیہِ حسینؑ سمجھ کر پوج رہی تھی!

قرآن مجید کی ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک بار موسٰیؑ علیہ السلام سے یہ دریافت کیا تھا۔ کہ جن نور کے خزانوں، جن اللہ کے محبوبوں، جن خدا کے معصوموں کا آپ روزانہ ذکر کرتے رہتے ہیں، اور ان کے اوصاف و فضائل سے اپنی زبان کو تر رکھتے ہیں - اور یہیں یہ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ وہ آخری زمانے میں ظہور کرنے والے ہی نجات دہندۂ عالم، برگزیدگانِ الٰہی، وارثینِ جنت، مالکانِ کوثر

اور شفیعانِ محشر ہیں۔ ذرا آپ کسی دن دکھایئے تو سہی کہ وہ کس وضع قطع کس شکل وصورت کے ہیں۔ ہم نے تو یہی سنا ہے کہ وہ بتروں۔ گوسالوں گائیوں، بھیڑوں اور بکریوں کی سی شکلیں رکھتے ہیں۔ اسرائیلیوں کے یہ گستاخانہ الفاظ، غیرتِ حق کو جوش میں لائے، آسمان سے بجلی گری، اور ان کو خاکستر بنا گئی۔ مگر وہ برقِ سماوی سے جلے ہوئے اسرائیلی جناب موسیٰؑ کی دعاء سے پھر زندہ ہو گئے۔ لیکن کم بختوں کو نصیحت پھر بھی نہ آئی۔ اور عبرت پکڑنے کی بجائے دوبارہ ایک ظلم عظیم ایک جرمِ کبیر کے مرتکب ہوئے اور گوسالۂ طلائی تیار کرکے اسے حسینؑ کا مثل ونظیر تصور کیا۔ اور اس کی پرستش میں مصروف ہو گئے۔ اس واقعہ کو کتابِ حق نے یوں بیان فرمایا ہے:۔

فقد سالوا موسیٰ اکبر من ذالک فقالوا ارنا اللہ جہرۃ فاخذتھم الصاعقۃ بظلمھم، ثم اتخذوا العجل من بعد ماجاءتھم البینٰت۔ (النساء۔ ع ۲۱) عـ۱ـہ

عـ۱ـہ توراۃ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جو بینات اور جو الواح میثاق وعہد کی تختیاں، لینے کے لئے طور پر گئے تھے۔ ان پر سرکارِ محمد وآلِ محمدؐ کے ظہور کی خوشخبریاں اور ان معصومینؑ کے فضائل ومحاسن مسطور تھے۔ اور تمام انبیاء کی طرح جناب موسیٰ سے بھی سید المرسلین اور آپ کی آل واولاد کی اطاعت ومتابعت کا عہد لیا گیا۔ جیسا کہ آیۂ کریمہ الذین یتبعون الرسول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸ پر)

حُسینؑ کا لحاظِ عظمت!
شبیرؑ کے پاسِ عزت سے بنی اسرائیل کا جُرم اللہ نے مُعاف کر دیا۔

بُت سازی اور بُت پرستی کو حق تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور برگزیدہ بندوں نے ہمیشہ ناپسند فرمایا ہے۔ اور جن قوموں نے ذرا بھی شرک اختیار کیا ہے۔ اللہ نے اُن پر دنیا میں بھی عذاب نازل کیا۔ اور عبرتناخیز سزائیں دیں اور آخرت میں بھی دردناک عذاب ان کے لئے مقدر ہے قرآن پاک میں جا بجا شرک سے اجتناب کرنے کی ہدایت ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ خدا ئے واحد بڑے بڑے جُرم کرنے والوں کو بخشے گا۔ لیکن مُشرک کی مغفرت کبھی نہ ہو گی۔

یہودی یعنی اسرائیلی اگرچہ یحرفون الکلم عن مواضعہ ثابت ہو گے

(بقیہ صفحہ ۵۴) ۔النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل سے ثابت ہے۔ علاوہ بریں آیۂ میثاق النبیین بھی اس امر کی شہادت دیتی ہے۔ اسرائیلیوں نے یہ سب بشارات سنی تو سہی مگر خدائی اشارات کو پھر بھی سمجھ نہ سکے۔ چنانچہ حُسینؑ اور ان کی شہادت کی تفصیلات بھی ان تک پہنچیں۔ لیکن غلط تاویلات نے ان کو حقیقت تک نہ آنے دیا۔ اور انہوں نے حسین کو ایک "عجل" تصور کر کے بطور شبیہ سونے کا ایک بچھڑا بنا ڈالا۔ اور اس کی پرستش میں لگ گئے۔ (محمود گیلانی)

وہ کلامِ خدا کے معانی کو پھیرتے اور کلامِ مرسلین کے مطالب کو الٹتے ہیں مصروف رہے۔ اور اسی الٹ پھیر، اسی تاویل سازی کی بنا پر انھوں نے پرانے نوشتوں میں "بچھڑے" کا مفہوم غلط سمجھا۔ خدائی اشارات اور انبیاء کے استعارات کا راز نہ پایا۔ اور سونے کا بچھڑا —— مثیلِ حسینؑ —— نظیرِ شبیرؑ —— بنا کر گوسالہ پرستی شروع کر دی۔ مگر خدا نے پھر بھی عفو و مغفرت فرمائی۔

اسرائیلیوں میں سے اگرچہ کسی نے حسینؑ کا ہمسر، شبیرؑ کا ثانی بننے کی کوشش نہیں کی۔ اور نہ کسی نے نواسۂ رسولؐ فرزندِ بتول سے افضل و اشرف ہونے کا دعویٰ کیا —— لیکن ذاتِ حق کو یہ بھی پسند نہ آیا۔ کہ کوئی اس کے مقدس و مطہر حسینؑ کی شبیہ و تمثیل، بچھڑے کی شکل میں بنائے اور اسے شبیرؑ ظاہر کرے، گوسالہ کی صورت میں دلبندِ حیدرؑ کی مورتی بنانا اس شہیدِ خدا کی سراسر توہین تھی۔ اور غیرتِ کبریا یہ برداشت نہ کر سکتی تھی۔ کہ جس حسینؑ کی زیارت کے انبیاؑ مشتاق ہیں۔ جو حسینؑ جنت کا سردار اور کوثر کا والی ہے۔ جو حسینؑ رسولوں کے سرتاج۔ نبیوںؐ کے سردار کا لاڈلا ہے۔ اس کی ایک غلط شبیہ، اور وہ بھی بچھڑے کی صورت میں بنائی جائے۔

لیکن —— اللہ کریم نے پھر بھی نامِ حسینؑ کی لاج رکھی! —— عظمتِ حسینؑ کا لحاظ کیا! —— اور شبیرؑ جہاں گیر کی عظمت و عزت، حرمت و فضیلت کے طفیل اسرائیلیوں کو بخش دیا۔ —— بے شک! اُن پر عذاب آیا

اُنہیں بجلی سے بھونا گیا۔ مگر جلا کر پھر زندہ کر دیا۔ اُنہیں اس ظلم اس جرم کی سزائیں بھی ملیں۔ مگر ہلکی پھلکی سزا پر برداشت ہا ——— اور بالآخر خالقِ واحد جل شانہٗ نے اعلان فرمایا کہ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ہم نے اُن کا یہ قصور یہ گناہ معاف کر دیا۔

ورنہ ——— شرک و اصنام پرستی تو ایسی بڑی چیز ہے کہ قومیں اس سے تباہ ہو جاتی ہیں۔ اور ملک اس کی وجہ سے برباد کر دیئے جاتے ہیں کہ ان کا نشان تک باقی نہیں رہتا ——— چنانچہ بنی اسرائیل کے حالات ہی میں خدائے ذوالجلال نے ایک واقعہ یوں بتایا ہے ——— وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علیٰ قوم یعکفون علیٰ اصنام لھم قالوا یاموسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھۃ قال انکم قوم تجھلون، ان ھٰؤلاء متبر ما ھم فیہ وباطل کانوا یعملون ۔ (ترجمہ) ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار پہنچا دیا۔ تو وہ ایسے لوگوں میں سے گزرے، جو اپنے بتوں پر جمے بیٹھے تھے۔ انہوں نے موسیٰ سے کہا۔ جیسے بت ان کے پاس ہیں۔ ویسا ہی ایک بت ہمارے لئے بھی بنا دو۔ موسیٰ نے کہا، تم بڑے ہی نادان اور جاہل ہو۔ یہ لوگ جس دین پر ہیں۔ وہ تو برباد ہونے والا ہے۔ اور جو لوگ یہ عمل کر رہے ہیں وہ باطل اور گمراہ ہیں (الاعراف)

مگر حسنینِ پاک کی ذات والا صفات وہ ہے جس کا پاسِ عزت حق تعالیٰ کو ازل سے رہا ہے۔ اور ابد تک رہے گا۔ اور اسی شہید لافانی۔

اسی فداکارِ لاثانی ، اسی محی الدین ، اسی مجاہدِ اعظم کے اسم اقدس کی بدولت یہود کو معافی مل گئی۔

ہاں! یہ ضرور ہوا ، کہ —— وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم (الانعام) "ہم نے (یعنی خدا تعالیٰ نے) یہودیوں پر تمام ناخن والے جانوروں اور گایوں اور بکریوں کو حرام کر دیا تھا" —— ایسا اس لئے کیا گیا کہ اسرائیلی آئندہ کسی بڑے ، کسی بچھڑے ، کسی بیل ، کسی گائے ، کسی بھیڑ ، کسی بکری ، کسی مینڈھے ، کسی دُنبے کو —— مثیلِ حسینؑ نہ سمجھ سکیں ، اور کسی جانور کی مورتی بنا کر اسے شبیہِ شہیدؑ تصور کرکے نہ پوج سکیں!

اہلِ ہنود کی گئو پوجا

قرآن حکیم اور توراۃ وغیرہ کے مذکورہ واقعات و روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہندو قوم نے بھی بنی اسرائیل کے اعمال و افعال سے متاثر ہو کر گوسالہ پرستی اور گئو پوجا کو اپنے مذہب میں رائج کیا ، اور گائے بیل ، بچھڑے وغیرہ کو مقدس و محترم سمجھ کر ان کا گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا ۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے خود کو یہاں تک پابند کر لیا ۔ کہ گاؤ یا گئو کے اقسام میں آنے والے تمام جانوروں ، مثلاً جنگلی گائے ، نیل گائے ہرن ، بارہ سینگا ۔ دریائی بچھڑا وغیرہ کا گوشت کھانا بھی ممنوع قرار دیدیا

حالانکہ ویدوں، شاستروں، گرنتھوں اور رشیوں منیوں کی تعلیمات کی رُو سے انہیں گائے بیل کا گوشت کھانے کی ممانعت نہیں، اہل ہنود کے تمام بزرگانِ دین گائے کا گوشت مزے لے لیکر کھاتے رہے۔ اور ہندوؤں کو گائے بیل کی بھینٹ دینے (قربانی کرنے) اور انکے گوشت کو مندروں، استھانوں، دواروں پر چڑھانے کی ہدایت کرتے رہے ہیں۔ اور ویدوں شاستروں میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ یوگ اور تپسیا کے وقت ہون کرتے ہوئے جب تک موٹے تازے اچھے بیل کا گوشت مصالحوں کیساتھ اچھی طرح بھونا۔ اور کھایا نہ جائے اور اس کی خوشبو یوگ اور تپسیا والی جگہ میں پھیلائی نہ جائے۔ تب تک کوئی پرارتھنا، کوئی دعا۔ کوئی یگ اور کوئی عبادت قبول نہیں ہو سکتی۔

کیا پُر لطف بات ہے، کہ یہود پر تو اللہ تعالیٰ نے تمام ناخن والے جانوروں اور گایوں بیلوں، بچھڑوں بکریوں وغیرہ کو ذبح کرنا اور ان کا گوشت کھانا اس لئے حرام کیا۔ کہ وہ آئندہ ان جانوروں کو پال ہی نہ سکیں اور ان کو اپنے پاس رکھ کر زمانۂ آخر میں شہید ہونے والے اس حسینؑ کا غلط تصور نہ کرلیں جس کو مجازاً اور اصطلاحاً اور اشارۃً اور کنایۃً اور استعارۃً "برہ" اور "بچھڑا" کہا گیا ہے۔ اور کسی جگہ اسے گوسفند اور مینڈھے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کہ اس کو ذبح کیا جائے گا۔ اور اس کا خون بہایا جائے گا ــــ لیکن ــــ اہل ہنود نے خود بخود گائے بیل کا کھانا چھوڑ دیا۔ اور ان کی مورتیاں اور تمثیلیں اور شبیہیں بنا کر ان کو پوجنا

شروع کر دیا۔

مگر ـــــ ٹھہریئے! ـــــ ہندو قوم کو یونہی الزام دینا ٹھیک نہیں۔ ان کی گئو پوجا اور گوسالہ پرستی اور لحم البقر کھانے کی ممانعت کے بھی کچھ وجوہ و اسباب ہیں ـــــ اور ـــــ اس میں بھی کوئی راز ہے ـــــ بہت بڑا راز ـــــ ہاں ہاں! وہی راز، جو اسرائیلیوں کے "عجلِ طلائی" بنانے اور پوجنے میں مضمر ہے! ـــــ وہی راز، جو موسیٰ اور قومِ موسیٰ کے زرد رنگ کی گائے ذبح کرنے میں پوشیدہ ہے! ـــــ وہی رازِ نہاں وہی سِرِ پنہاں کام کر رہا ہے ہندو دھرم میں بھی! ـــــ لیجئے، سُنیئے:۔

اہلِ ہنود کے ایک بزرگ مہاتما، شری رگھوناتھ جی نے خواب میں دیکھا کہ ـــــ

"ایک ہلدی جیسے شوخ پیلے رنگ کی گائے ہے جس کی دہنی پسلی ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور اس پر بڑی پٹی پڑی ہوئی ہے۔ اور اسکے سینگ بھی کسی دُونی نے کاٹ ڈالے ہیں، اور وہ بڑی دکھوں اور کشٹوں والی ہے۔ اور وہ درد سے چیخ رہی ہے اور وہ بار بار اپنا ہاتھ ٹوٹی ہوئی پسلی کی طرف لے جاتی ہے۔ اور آکاش کی طرف منہ کر کے اپنی پسلی کا گھاؤ اور اپنے کلیجے کا زخم ایشور بھگوان کو دکھاتی ہے اور زور زور سے کراہ کر کہتی ہے ـــــ ہے پرماتما! تُو سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ دُشٹوں کے سب کرم تیرے سامنے ہیں۔ یہ میرے بیری جو کہ ہمارے گل کے بیری ہیں، میرے

ساتھ بڑا ظلم کر رہے ہیں۔ یہ مجھے ہی نہیں مار رہے۔ میرے بَیل کو بھی کسی شوالہ میں مار ڈالیں گے۔ بے زبانوں پوتروں کو کاٹنا ان کا دستور ہے۔ ہائے یہ پاپی میرے بچھڑوں کو بھی مار ڈالیں گے۔ اور ان کے لہو سے اشنان کریں گے۔ اور یہ میری بچھیوں کی پت بھی اتار ینگے۔ ان پاپیوں نے میرے بیٹا کو بھی گھائل کیا۔ اس کے دانت توڑ دیئے۔ اب انہوں نے مجھے ستایا ہے اور میری پسلی توڑ دی ہے۔ ہے بھگوان! تو ان کو ناش کر اور سنسار سے مٹا دے۔ ان کا نام، میرا پیارا وہی ہے۔ جو میرا اور میری سنتان کا لہو نہ بہائے اور ہمارا ماس نہ کھائے۔"

(دیو گی شرن مرتبہ پنڈت بشوا ناتھ مطبوعہ بنارس ۱۹۱۱ء)

اس خواب میں جو "غیبی اشارے" دیئے گئے ہیں، وہ محتاجِ تشریح نہیں، —— قوم ہوسٹی کی ذبح ہونے والی زرد گائے اور رگھوناتھ جی کو خواب میں نظر آنے والی پیلی گائے کا موازنہ کیا جائے تو دونوں گایوں میں بڑی حد تک یکسانیت پائی جائے گی۔ البتہ رگھوناتھ جی کو دکھائی دینے والی گائے کے حالات میں زیادہ وضاحت ہے مثلاً :-

۱۔ پسلی (پہلو) کا ٹوٹنا، کلیجہ (جگر) کا زخمی ہونا۔

۲۔ سینگ کٹنا یعنی عزت و حرمت کا ضائع ہونا،

۳۔ چیخنا چلانا اور خدا سے فریاد کرنا، اور اپنے دکھوں اور مصیبتوں کو

ظاہر کرنا۔

۴۔ دشمن کے ظلم و ستم کو ظاہر کرنا کہ انہوں نے مجھے تو تباہ کیا ہے۔ میرے شوہر کو بھی مسجد میں ماریں گے اور زخمی کریں گے۔ اور میری اولاد کو بھی نیست و نابود اور بے عزت کرینگے۔

۵۔ باپ کے زخمی ہونے اور اس کے دانت ٹوٹنے کا بیان۔

۶۔ اعداء و اشقیاء کے لئے بددعا۔

۷۔ حدیث۔ من احبھا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ و من اغضبھا فاغضبنی ومن اغضبنی فقد اغضب اللہ کی طرف اشارہ، کہ ہمارا محب وار وہی ہے جو ہم سے رشتۂ مودت والفت استوار کرے اور ہمیں تکلیف نہ دے۔

بہرحال اس خواب کی بنا پر اہل ہنود نے گائے بیل کو ذبح کرنا اور اس کا گوشت کھانا ترک کر دیا۔ اس کی تحریم و تکریم شروع کر دی اور اس کی مورتیوں کو معبود سمجھ کر پوجنے لگ گئے!

اسی طرح سپنے ہیں ایک اور ہندو بزرگ، شری ہاہر آن جی نے، جو کہ چاروں ویدوں اور چھیوں شاستروں کے بڑے ودوان اور گیانی دھیانی تھے۔ یہ منظر دیکھا کہ:۔

"ایک مظلوم بچھڑا ہے جس پر چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی ہے اور برچھیوں اور تلواروں سے اس کو چھید اجا رہا ہے مگر اس کے ہونٹ سلے ہوئے ہیں۔ وہ اتنی سختی اٹھانے اور بے شمار

زخم کھاتے ہوئے بھی بولتا بالکل نہیں اور چپ چاپ سب کچھ سہے جاتا ہے پھر راکششوں کے ایک بہت بڑے ہجوم نے اس کو گھیر لیا اور اس کی گردن پر چھری چلا دی اور اس کا سر جدا کر دیا۔ اس کا لہو جہاں جہاں سے گزرا وہاں وہاں پرماتما کا نام لکھا گیا اور پربھوجی کی ایکانت کا پرچار کرتا گیا۔ پھر وہ بچھڑا دیکھتے ہی دیکھتے آکاش پر چڑھ گیا۔ اور آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔"

(رسالہ "گئو رکھشک" مؤلفہ رام سرن داس ملہوترہ بی۔اے۔ شائع کردہ۔ سناتن گئوشالہ کمیٹی امرتسر مطبوعہ ۱۹۲۷ء)

یہ عبارت بھی اپنی وضاحت آپ کر رہی ہے اور قارئینِ کرام بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ وہی "مظلوم بچھڑا" ہے جس نے ریگ زارِ نینوا میں دینِ خدا کو بچاتے ہوئے اور حق و صداقت کو محفوظ رکھتے ہوئے بے مثال قربانی پیش کی، اسی پر تیروں کا مینہ برسا، اسی کو بھالوں، برچھیوں اور تلواروں سے چھیدا گیا۔ اور یہ واقعی سچ ہے کہ اتنا ظلم و ستم برداشت کرنے سینکڑوں زخم کھانے۔ بھوکا پیاسا رہنے اور اپنے محبوب فرزند اپنے پیارے صحابی فدا کرنے پر بھی اس نے حرفِ شکایت زبان پر نہیں آنے دیا۔ شکوہ گلہ کے لئے زبان نہیں کھولی ---- ہاں! ایک دفعہ اس نے یہ ضرور کہا، ھل من ناصر ینصرنا؟ ہے کوئی جو ہماری مدد کو پہنچے؟ اور یہ صرف اس لئے کہا کہ عدالت کے دن اپنے مالک کو اپنے نانا کو بتا سکے کہ ہیں نے مسلمانوں سے امداد طلب کی تھی۔ مگر ظالموں اور شقیوں میں

سے ایک بھی میری نصرت اور اعانت کے لئے نہیں آیا۔

ہاں! یہی ہے وہ مظلوم جسے "پاہراں" کے سپنے میں بصورتِ گوسالہ دکھایا گیا۔ کہ ــــــ لاکھوں شامیوں نے اسے گھیر لیا اور ذبح کر دیا ــــــ یہی ہے وہ شہیدِ خدا جس کا خونِ اقدس جب تپتی ہوئی ریت پر بہتا تو اللہ کی توحید کی گواہی دیتا جاتا ــــــ حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے اسی کے متعلق کہا ہے:۔

آں امامِ عاشقاں پورِ بتولؓ ــــ سرو آزادے ز بستانِ رسولؐ

بہرِ حق در خاک و خوں غلطیدہ است ــــ پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است

ماسوا اللہ را مسلماں بندہ نیست ــــ پیشِ فرعونے سرش افگندہ نیست

خونِ او تفسیرِ ایں اسرار کرد ــــ ملتِ خوابیدہ را بیدار کرد

نقشِ اِلاّ اللہ بر صحرا نوشت

سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت

پاہراں جی کے اس خواب میں یہ بھی بتایا گیا ہے، کہ آخر کار وہ "بے سر بچھڑا" آسمان کی طرف صعود کر گیا، اور اس کی لاش فلک کی زینت بن گئی! ــــ اس سے مراد مرتبۂ شہادت ہے، تاجدارِ کربلا نے راہِ حق میں جان دے کر وہ عظمت و رفعت پائی ہے کہ عرشِ معلیٰ بھی اس کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ اور انبیاء و مرسلین بھی وہ منصبِ شہادت حاصل نہ کر سکے۔ جو نواسۂ رسولؐ لختِ دلِ بتولؓ نے پایا۔

یہ ہے اہلِ ہنود کی "گؤ پوجا" کی حقیقت کہ دراصل وہ بھی یہود کی طرح مغالطہ کھا گئے اور اسرائیلیوں کی طرح وہ بھی گائے اور بچھڑے

دوشیزہ کے اشاراتی ناموں کو سمجھ نہ سکے۔ چنانچہ ہندوؤں نے جناب سیدہؑ مادرِ حسینؑ کو "گائے" اور جناب سید الشہدا حسینؑ ابن علیؑ کو "بچھڑا" تصور کر کے ان دونوں کی عبادت کو فرض سمجھ لیا۔ اور ان کی تقدیس و تکریم کو جزوِ مذہب بنا لیا۔ بلکہ ان کے بُت بنا کر اپنے مندروں، شوالوں اور دیوی دواروں میں نصب کیئے۔ اور آج تک فاطمہؑ اور حسینؑ کی تمثیلوں، یعنی گائے اور بچھڑے کی مورتیوں کی پوجا ہو رہی ہے۔ اور ان کے آگے تمام ہندوؤں کے سر جھک رہے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے سے

اے تیرِ نگاہت دلِ عشاق نشانہ　　خلقے تو بہ مشغول و تو غائب زِ میانہ
گہ معتکف دیر دگہے زینتِ کعبہ　　یعنی کہ ترا می طلبم خانہ بہ خانہ

بہر کیف ـــــ دنیا کے ہر مذہب، ہر مسلک، ہر قوم، ہر ملت، ہر فرقہ ہر گروہ نے ذاتِ پاک حسینؑ کو جانا اور مانا ہے۔ مگر بیجا نے میں غلطی کھائی ہے۔ کسی نے اسے برہ سمجھا، کسی نے گوسالہ، کسی نے میش، کسی نے گوسفند، لیکن حقیقی راز کسی نے نہ پایا۔ اور جن لوگوں نے اپنے اپنے خیال اور تصور اور نظریہ کے ماتحت غلط تاویلوں سے کام لیا۔ اور حسینؑ اور مادرِ حسینؑ کی من گھڑت تمثیلیں اور شبیہیں بنالیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا۔ کہ کائناتِ ارضی و سماوی میں حسینؑ کا ہمسر کوئی ہو نہیں سکتا۔ نہ کسی حیوان کو حسینؑ کی شبیہ و تمثیل بنایا جا سکتا ہے۔ نہ کوئی انسان اس کی مثل و نظیر بن سکتا ہے۔

حسینؑ کی عظمتِ شان

احمدؐ کے زلفِ گیر کا رحماں ہے مدح خواں
شبیرؑ بے نظیر کا قرآں ہے مدح خواں
کیونکر کرے کی ہمسری اولادِ اہرمن ؟
اُس قدرتِ قدیر کا یزداں ہے مدح خواں!

سرکارِ محمدؐ وآلِ محمدؐ کی تحمید وتمجید میں ذاتِ احدیت جل جلالہٗ کا ارشاد ہے۔ کہ اگر تمام زمینوں اور آسمانوں کے کاغذ بنائے جائیں۔ تمام درختوں کے قلم تیار کیے جائیں۔ تمام سمندروں، دریاؤں، ندیوں اور نالوں کے پانیوں سے روشنائی بنائی جائے۔ پھر تمام ارضی وسماوی مخلوق، یعنی فرشتے، جن اور انسان ان کے اوصاف وکمالات، ان کے مکارم ومحاسن، ان کے فضائل وشمائل، ان کے محامد ومناقب لکھنے بیٹھ جائیں۔ جب بھی ان کی تعریف وتوصیف ختم نہ ہوسکے گی۔

نفوسِ خمسۂ نجباء کے رکنِ پنجم، جنابِ خامسِ آلِ عبا سید الشہداء شہنشاہِ کربلا، نواسۂ محمدؐ مصطفےٰ فرزندِ علی المرتضیٰ دلبندِ فاطمۃ الزہرا برادرِ حسن مجتبیٰ تاجدارِ گلگلوں قبا حسینؑ مظلوم شبیرؑ معصوم علیہ الف الف سلام وصلوٰۃ وثنا وہی دُرِجِ رسالت کے گوہرِ آبدار اور اُسی صدفِ نبوت کے دُرِ شہوار ہیں۔ جنہیں لولاک لما خلقت الافلاک کا خطاب ملا، اور جس کو تمام عرشی تجلیات اور تمام فلکی تصرفات پر قبضہ واختیار دیا گیا۔

انسان ضعیف البنیان وہ منہ وہ زبان کہاں سے لائے۔ جو حسینؑ کی صفات بیان کر سکے۔ جس شبیرِ عالمگیر کی حمد و مجد میں قرآن از الف الحمد تا من الناس معمور ہے۔ جس حسینؑ کی توصیف میں اللہ کی چاروں کتابیں خدا کے تمام صحیفے، حق کے تمام نوشتے، انبیاء کے تمام عہد نامے مرسلین کے تمام الواحِ میثاق، ادیان و مذاہب کی تمام تحریرات، اقوام و ملل کی تمام مبشرات، ادوار و ازمنہ کے تمام مآثر و اطوار شاہد عادل ہیں۔ اس کی تفضیل و تفصیل، اس کی مدح کی شرح قوت بشری سے بعید اور طاقتِ انسانی سے دور ہے۔

حسینؑ —— نبیؐ اور علیؑ کا نور العین، فاطمہؑ بتول کے دل کا چین تو وہ عظیم ترین شہید و مجاہد ہے۔ جس کی عدیم المثال بلند کرداری اور فقید النظیر فداکاری نے ملائکہ کو ششدر کر دیا —— اس نے جان دے دی، آن دیدی، بچے دیدیئے، بھانجے دے دیئے، بھتیجے دے دیئے بھائی دے دیا۔ دوست دیدیئے، ساتھی دے دیئے عزت دے دی۔ حرمت دے دی۔ سب کچھ دے دیا —— لیکن —— ایک نہیں دیا۔ تو فاسق و فاجر سیہ کار و بدکردار حاکم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ! ——

اللہ اکبر۔ دنیا جہان کے شہ زوروں اور پہلوانوں کے دیدے کھل گئے کائناتِ عالم کی شہامت و شجاعت پسینے میں ڈوب گئی، کہ —— شبیرِ بے نظیر نے سب کچھ دے دیا، مگر اپنا پاک ہاتھ ناپاک کے ہاتھ میں نہیں دیا۔

سر داد، نہ داد، دست در دستِ یزید حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

اور ــــ حسینؑ نے یہ سب کچھ کہہ دیا۔ دین کو بچانے کے لئے اسلام کو زندہ کرنے کے لئے اُس نے ایک ہزار سے زائد گہری جراحتیں کھائیں۔ اپنے مقدس بدن پر، مگر جسمِ اسلام پر ایک چوٹ نہیں آنے دی۔ اُس نے تمام آلام و اسقام، تمام مصائب و نوائب، بخندہ پیشانی برداشت کر لئے لیکن اپنے نانا سید الانبیاءؐ کی شریعت کو نقصان نہ پہنچنے دیا۔ اس نے ان گنت زخموں کے پھول اپنے تنِ اطہر پر سجا لئے، مگر کعبہ اور کلمہ کو زخمی نہیں ہونے دیا، اس نے قرآن اور ایمان پر جراحت نہ آنے دی اس نے اپنا سر کٹوا کر الحاد و زندقہ کو تباہ کر دیا، ظلم و استبداد کو ختم کر دیا، اُس نے اپنا گھر بار لٹا کر انسانوں کو، خدا ــــ مذہب ــــ اور انسانیت کی دوبارہ شناخت کرائی!

استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کا پیکر حسینؑ، ان اللہ مع الصابرین کا مظہر حسینؑ، ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء کا مورد حسینؑ، اپنی جس شہادتِ عظمٰی سے عرش و فرش کے حاملین کو متحیر کر کے اپنے مالک کے پاس گیا۔ تو اس کے لافانی کردار و ایثار کی مفصل داستان برسوں پیشتر اس کے خالق نے اس اجمال میں بیان کر دی تھی کہ:۔

ولنبلونکم بشئی من الخوف	تمہیں ہم کچھ خوف اور بھوک پیاس
والجوع ونقص من الاموال	اور جان و مال کے نقصان اور اولاد
والانفس والثمرات (بقرہ)	کے غم و الم سے آزمائیں گے۔

اس حسینؑ کو لاکھوں شاہوں نے ڈرایا دھمکایا، مگر خوف اس کے

قریب نہ آیا۔ اس پر دانہ پانی بند کیا گیا، مگر اس کا پائے استقلال جہاں تھا وہیں رہا۔ اس کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مگر اس نے نگاہ تک نہ کی۔ اس کی اپنی جان، اس کے شہزادوں کی جان، اس کے رفیقوں کی جان قربان ہو گئی۔ مگر اس کا عزم صمیم تبدیل نہ ہوا ــــ یہ تھا حسینؓ اصلی حسینؓ، حقیقی شبیرؓ، نبیؐ کا فرزند، جو وبشر الصابرین ہ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ کے تحت المحکم اپنی آخری ساعتوں میں گھبرانے کی بجائے مسکرایا، اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہوا بڑی خندہ زنی کے ساتھ اپنے پروردگار سے جا ملا۔ اور ثابت کر گیا کہ حقیقی حسینؓ ولا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون کا سرمایہ دار ہے!۔

وہ نقلی اور جعلی اور جھوٹے اور خود ساختہ حسینوں کی طرح عدالت میں جا کر کانپتا نہیں، کسی حاکم اور مجسٹریٹ کے سامنے خوفزدہ نہیں ہوتا گڑگڑا کر معافی نہیں مانگتا، توبہ نامہ پیش نہیں کرتا۔ موت کے ڈر سے چھپ نہیں جاتا۔ پھانسی کے خوف سے روپوش نہیں ہو جاتا۔ اور توپ و تفنگ سے بچنے کے لئے کبھی فرار ہونے کی کوشش نہیں کرتا۔ حقیقی حسینؓ آخری دم تک اپنے مشن پر ڈٹا رہتا ہے۔ وہ دشمنوں کو برباد کر دیتا ہے۔ ایسا برباد کہ قیامت تک کوئی شخص قاتلانِ حسینؓ سے نسلی نسبت نہ رکھے گا۔ اللہ نے حسینؓ کو عمر جاوداں عطا فرمائی اور یزیدیوں کا نام تک گم کر دیا۔

مذبحِ عظیم یعنی نمونۂ کربلا کی تعمیر

(۱)

بنی اسرائیل و قومِ یوشعؑ کو خوفِ شبیرؑ

اللہ اللہ! کیا کہنا حقیقی شبیرؑ ـــــ حسینؑ ابنِ علیؑ کا! کہ اس کے ظہور سے پیشتر بھی اہلِ عالم اس سے لرزتے اور خوف کھاتے رہے۔ اور اس کے شہادت پانے کے بعد بھی اہلِ دنیا اس سے لرزاں و ترساں ہیں! ـــــ بے شک! حسینؑ رحیم و کریم ہے، اواہ و حلیم ہے، نرم دل اور خدا ترس ہے۔ لیکن ـــــ جو شخص اس کی شان میں گستاخی کرے اس کی بے ادبی اور بے حرمتی عمل میں لائے، اس کی توہین و تحقیر کا ارتکاب کرے۔ حسینؑ کی غیرت فوراً جوش میں آجاتی ہے۔ اور اُس گستاخ، اس بے ادب کو زود یا بدیر، تباہ کر کے چھوڑتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ؎

باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

کوئی شخص ذاتِ خُدا سے گستاخی و بے ادبی کا مرتکب ہو تو اس کی مغفرت ممکن ہے اور حق تعالیٰ اسے معاف کر سکتا ہے۔ مگر محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی تذلیل و ہتک کرنے والے کو کبھی معافی نہیں مل سکتی۔ اُس وقت تک کہ صدق دل سے توبہ کی جائے اور سرکارِ معصومین اس توبہ کو قبول

فرمالیں۔

ذرا سُن لیجئے، کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے جانشین جناب یوشعؑ کی قوم نے شہادت گاہ حُسینی یعنی کربلائے معلیٰ کی نقل میں ایک مذبح بنا ڈالا، اگرچہ ان کی یہ نیت نہ تھی، کہ اسے مزارِ حسینؑ کا ہم مرتبہ قرار دیں مگر انہوں نے ازبسکہ اسے "مذبح عظیم" تصور کر لیا تھا، لہٰذا اسرائیلی ان پر چڑھ دوڑے اور نہ صرف ان کو تادیب و سرزنش کی بلکہ ان سے جنگ کرنے کو تیار ہو گئے۔ انہیں ذاتِ حسینؑ کا خوف دلایا اور بالآخر قومِ یوشع نے تائب ہو کر اس مذبح کی عظمت و رفعت کے ماننے کا خیال ترک کر دیا ——— توراۃ کے صحیفۂ یوشع میں اس کی تفصیل درج ہے یہاں بطورِ دلیل اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:۔

"تب بنی روبن اور بنی جد اور فرقۂ منسّی پھرے اور اسرائیل کے درمیان سے، جو سیلا میں تھے، جو زمینِ کنعان میں ہے۔ روانہ ہوئے تاکہ جلعاد کی مملکت کو جو ان کی سرزمین موروثی تھی۔ جسے انہوں نے موسیٰ کی معرفت خداوند کے حکم سے پایا، جائیں ——— اور جبکہ وہ یردن کے ان اطراف میں جو زمین کنعان میں ہے پہنچے، تو بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقۂ منسّی نے وہاں یردن پر ایک مذبح بنایا، ایک بڑا مذبح جو نمودار ہو ——— بنی اسرائیل نے یہ خبر سُنی کہ دیکھو بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقۂ منسّی نے زمینِ کنعان کے سامنے یردن کے کنارے پر بنی

اسرائیل کی گزرگاہ میں مذبح بنایا گیا ہے۔ اور جب بنی اسرائیل نے یہ سُنا، تو بنی اسرائیل کی ساری جماعت سیلا میں فراہم ہوئی تاکہ اُن پر چڑھ جائیں۔ اور لڑیں، اور بنی اسرائیل نے الیعزر کاہن کے بیٹے فینحاس کو بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقۂ منسّی کے پاس جو سرزمین جلعاد میں تھا، بھیجا۔ اور بنی اسرائیل کے ہر ایک گھرانے میں سے ایک ایک امیر کر کے دس امیر اس کے ساتھ گئے۔ کہ ان میں سے ہر ایک اپنے آبائی خاندانوں میں ہزاروں اسرائیلیوں کے درمیان سردار تھا۔ سو وہ بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقۂ منسّی کے پاس اُن کی سرزمین جلعاد میں آئے اور اُن سے کہا کہ خداوند کی ساری جماعت نے یوں پیام کیا ہے کہ تم نے اسرائیل کے خدا سے یہ کیا سرکشی کی؛ جو تم نے آج کے دن خداوند کی پیروی سے برگشتہ ہو کے اپنے لئے ایک مذبح بنا کیا۔ کہ آج کے دن تم خداوند سے باغی ہوئے۔ کیا ہمارے لئے بعل فغور کی بدکاری کچھ کم تھی جس کے سبب ہم آج کے دن تک پاک نہیں ہوئے اور خدا کی جماعت میں وبا ہوئی۔ کہ تم آج کے دن خداوند کی پیروی سے برگشتہ ہو، اور ایسا ہوگا کہ جس حال میں تم آج خداوند سے باغی ہوئے، تو کل اسرائیل کی ساری جماعت پر اس کا قہر نازل ہوگا۔ باوجود اس کے اگر تمہاری ملکیت کی زمین ناپاک ہے تو تم پار آؤ اس سرزمین میں، کہ خداوند کی ملکیت ہے۔

جہاں خداوند کا مسکن قائم ہے۔ اور ہمارے درمیان میراث لو، لیکن خداوند ہمارے خدا کے مذبح کے سوا اپنے لئے کوئی اور مذبح بنا کے خداوند سے باغی مت ہو۔ اور ہماری مخالفت نہ کرو۔ کیا زارح کے بیٹے عکن نے حرام چیزوں کی بابت بیوفائی نہ کی؟ سو اسرائیل کی جماعت پر غضب نازل ہوا۔ تب بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقہ منسی نے ہزاروں اسرائیلیوں کے سرداروں کو جواب دیا۔ اور کہا، خداوند خداؤں کا خدا، خداوند خداؤں کا خدا جانتا ہے۔ اور اسرائیل بھی جانیں گے۔ کہ اگر ہم نے بغاوت کی راہ سے یا خداوند کی مخالفت سے اپنے لئے یہ مذبح بنایا ہو۔ یا اگر ہم لے مذبح بنایا ہو۔ تاکہ خداوند کی پیروی سے پھریں یا اس پر سوختنی قربانی یا نذر کی قربانی یا سلامتی کے ذبیحے چڑھائے جائیں تو خداوند ہی اس کا حساب لیوے۔ بلکہ ہم نے اس بات کے خوف سے یہ کیا کہ ہم کہتے تھے۔ کہ ممکن ہے کہ آئندہ میں تمہاری اولاد اور ہماری اولاد کہے، کہ تم کو خداوند اسرائیل کے خدا سے کیا کام ہے۔ کہ خدا نے تو ہمارے اور تمہارے درمیان اے بنی روبن اور اے بنی جد یردن کی حد باندھی ہے خداوند میں تمہاری شراکت نہیں ہے۔ پس تمہاری اولاد ہماری اولاد کو خداوند کے خوف سے باز رکھے گی۔ اس لئے ہم نے کہا کہ آؤ ہم اپنے لئے ایک مذبح بنائیں، نہ سوختنی قربانی کے لئے اور نہ ذبیحے

کے لئے بلکہ اس لئے کہ ہمارے اور تمہارے اور ہمارے بعد ہماری آنے والی پشتوں کے درمیان ایک شہادت رہے۔ تاکہ ہم خداوند کے حضور اس کی عبادت کریں۔ اور اپنی سوختنی قربانیوں اور اپنے ذبیحوں اور اپنی سلامتی کے ہدیوں کو گذرانیں تاکہ آگے کو تمہاری اولاد اور ہماری اولاد کو نہ کہے کہ خداوند میں تمہاری شراکت نہیں اس لئے ہم نے کہا کہ ایسا ہوگا۔ کہ جب وہ ہم کو یا ہماری اولاد کو یوں کہیں گے۔ تو ہم انہیں جواب دیں گے کہ دیکھو، خداوند کے مذبح کا نمونہ جسے ہمارے باپ دادوں نے بنایا نہ سوختنی قربانیوں اور ذبیحوں کے لئے بلکہ اس لئے، کہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ رہے، ہرگز نہ ہو کہ خداوند سے ہم باغی ہوں۔ اور آج خداوند کی پیروی سے پھر کے خداوند اپنے خدا کے مذبح کے سوا جو اس کے خیمے کے سامنے ہے۔ سوختنی قربانیوں اور نذر کی قربانیوں اور ذبیحوں کے لئے ایک اور مذبح بنا کریں۔ جب فینحاس کاہن اور جماعت کے امیروں ہزاروں اسرائیلیوں کے سرگروہوں نے جو اس کے ساتھ آئے تھے، یہ باتیں جو بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقہ منسی نے کہی سُنیں تو یہ ان کی نظر میں خوش آیا۔ تب الیعزر کے بیٹے فینحاس کاہن نے بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقہ منسی کو کہا کہ آج کے دن ہم جانا، کہ خداوند ہمارے درمیان ہے، کیونکہ تم نے خداوند

کی مخالفت سے یہ گناہ نہیں کیا ؟

(توراتِ صحیفہ "یشوع" باب ۲۲ فقرہ ۹ تا ۳۴)

قومِ موسیٰؑ اور قومِ یوشعؑ کے مندرجہ بالا کرداروں کو عمیق و غائر نگاہوں سے دیکھا جائے اور توراۃ کے مذکورہ بیان کے ایک ایک لفظ کو جانچا اور تولا جائے۔ تو اس کی حقیقت لباسِ وضاحت پہن کر سامنے آجاتی ہے کہ ؛

حضرت یوشع علیہ السلام کی قوم یعنی بنی روبن اور بنی جد اور گروہِ منسّی نے یردن میں ایک "بڑا مذبح" بنایا۔

یہ قربان گاہ ـــ "خداوند کے اُس مذبحِ عظیم کا نمونہ تھی؛" جو ۶۱ھ ہجری کو سرزمینِ طف میں تعمیر ہو کر کربلائے معلّٰی کے اسم اقدس سے موسوم ہونے والا تھا۔ اور جس کی تکمیل "خیمۂ حسینؑ" کے سامنے تپتے ہوئے ریگ زار پر ہونے والی تھی۔

قومِ یوشعؑ نے یہ "بڑا مذبح" اس لئے تیار نہیں کیا تھا کہ اس کو شہادت گاہِ حسینی کی بجائے ہم رتبۂ کربلا سمجھا جائے۔ اور اسے قربان گاہِ شبیرؑ یقین کر کے اس کی تعظیم و تکریم شروع کر دی جائے ـــ

اور ـــ اور نہ یہ مذبح اس مقصد سے بنایا تھا کہ اس پر سوختنی قربانیاں اور سلامتی[۱] کے ذبیحے چڑھائے جائیں۔

۱ صلح و سلامتی، امن و آشتی کے پیکر وہی ہیں جن کی تعریف میں خود آلِ محمدؐ نے فرمایا ہے "نحنُ اھلُ السّلام" ہم ہی سلامتی والے ہیں۔ از بسکہ خدا کی قربانگاہ پر یہی اہلِ اسلام ذبح ہوئے تھے۔ اس لئے صحفِ انبیاء میں انہی معصومین علیہم السلام کو "سلامتی کے ذبیحے" کہا گیا ہے۔ (محمود گیلانی)

بلکہ ـــــ یہ مذبح اس غرض سے تعمیر کیا گیا تھا، کہ قوم موسیٰؑ اور قوم یوشعؑ کے لوگ، اپنی اولاد و اسباط سمیت اس کو دیکھیں۔ تو ان کے ایمان و ایقان میں اور زیادہ استحکام پیدا ہو اس امر کا، کہ ـــــ واقعی رسولِ اعظمؐ کا گوشۂ جگر امامِ اوّل کا نورِ نظر، راہِ خدا میں شہادت پانے والا ہے۔ اُس کی قربانی خدا کے خیمے کے سامنے مکمل ہونے والی ہے۔ اور اس شہیدِ اعظمؑ کا ایک ایسا مذبح عظیم تعمیر ہونے والا ہے۔ جو عرشِ بریں سے بھی زیادہ رفیع و وقیع، اعلیٰ و بالا ہو گا ـــ معلوم ہوا کہ قوم یوشعؑ کے مذبح کی تکوین، محض ایک گواہی اور شہادت کے لئے تھی۔ حسینؑ کی محبت شبیر کی مودت کو تازہ کرنے کے لئے تھی۔ خدا کے فرمودات، انبیاءؑ کے ارشادات، مرسلین کے بیانات، صحیفوں کے بشارات کو یاد رکھنے کے لئے تھی!

لیکن ـــــ بنی اسرائیل نے قوم یوشعؑ کے مذبح کی تعمیر کو نہ صرف ناپسند کیا اور وہ نہ صرف اس کی اطلاع پا کر برافروختہ ہوئے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے، بلکہ اُن کے دل کانپ اُٹھے۔ وہ خوف سے لرز گئے۔ وہ پسینے میں ڈوب گئے ـــــ اس نقلی کربلا، اس شہادت گاہِ حسینؑ کی مثیل، اس قربان گاہِ شبیرؑ کی نظیر نے اسرائیلیوں کی آنکھوں میں آنے والے ایک دردناک عذاب کا منظر دوڑا دیا، ایک سزائے الیم کا نقشہ ان کی نگاہوں کے سامنے جم گیا ـــــ وہ حسینؑ کے خوف سے۔ وہ شبیرؑ کی تعزیر سے کانپے، کپکپائے۔ فرزندِ رسولؐ کے رعب نے ان کا خون خشک

کردیا۔ نواسۂ محمدؐ کے دبدبہ نے اُن کا زہرہ آب کر دیا ـــــ وہ اُٹھے، بے چینی سے اُٹھے، بیتابی سے نکلے۔ ہتھیار بند ہو کر دوڑے مسلح ہو کر بڑھے تاکہ قوم یوشعؑ کو کچل دیں۔ نمونۂ کربلا بنانے والوں کو ہلاک کر دیں۔ قربان گاہِ شبیرؑ کی مثل و نظیر تعمیر کرنے والوں کا نام و نشان مٹا دیں۔ شہادت گاہِ حسینؑ کا ہم رُتبہ "مذبح عظیم" تیار کرنے والوں کے پُرزے اڑا دیں۔

اسرائیلیوں پر حسینؑ کا یہ خوف، یہ رُعب، یہ دبدبہ اس لئے طاری ہوا، کہ وہ طلائی بچھڑے کی شکل میں تمثیل حسینؑ بنا کر سزایاب ہو چکے تھے۔ انہوں نے بچھڑے زریں کو شبیرؑ کی نظیر تصور کر کے عذاب کا مزا چکھ لیا تھا۔ فرزندِ علیؑ کی شان میں انہوں نے جو گستاخی اور بے ادبی کی تھی۔ اس کی تعزیر انہیں مل چکی تھی۔ اور ـــــ اب جو بنی روبن اور بنی جد وغیرہ نے کربلا کے ہمسر ایک عظیم مذبح بنا ڈالا۔ تو اسرائیلیوں کے دل دہل گئے، جگر پانی ہو گئے۔ اور انہوں نے قوم یوشع کو مٹانے کی ٹھان لی ـــــ لیکن جب انہیں حقیقت الامر سے آگاہی ہو گئی۔ کہ قوم یوشع کا مذبح محض شہادتِ حسینؑ کی گواہی اور محبتِ حسینؑ کی تازگی و مضبوطی کے لئے ہے، تاکہ قوم موسیٰؑ اور قوم یوشعؑ اور ان کی اولادیں اس کو دیکھ کر شبیرِ بے نظیر کے پیش آنے والے واقعۂ شہادت سے متاثر ہوں۔ اور نواسۂ رسولؐ کی قربانی سے سبق لیں۔ اور اس کے درد و غم کو اپنے دلوں میں جمائیں۔ اور اس کے آلام و مصائب کو یاد کریں۔ اور خدائی بینات اور ایزدی ارشادات اور رحمانی بشارات اور مرسلین

کی ہدایات کے مطابق اپنے عقیدۂ مودّت حسینؑ کو اور زیادہ مستحکم بنائیں اور اپنے عہدوں اور میثاقوں کو دُہرا کر رسولِ آخر اور اس کے اہلبیتؑ کے فضائل و محاسن اور حسینؑ کے جذبۂ ایثار و قربانی کو ہر آن زیرِ نگاہ رکھیں۔ تو ــــ بنی اسرائیل کا غصہ و غضب ٹھنڈا ہو گیا۔ اور انہوں نے جنگ و قتال کا بازار گرم نہ ہونے دیا" ــــ ہاں! یہ ضرور ہوا کہ اس کا نام تبدیل کر دیا گیا ــــ اور ــــ "مذبح عظیم" کی بجائے اس کا نام "عِیدؔ" رکھا گیا ــــ یعنی گواہی کو دُہرانے، اور عہد و میثاق کا بار بار اعادہ کرنے والی جگہ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو توراتؔ، کتاب "یوشعؑ" باب ۲۲) علہ

علہ ضریح و تعزیہ کے مخالف حضرات قومِ یوشعؑ کے اس واقعہ پر غور فرمائیں اور معلوم کریں کہ ہم محبانِ حسینؑ بھی تو اپنے عقیدہ و ایمان کی تازگی و پختگی کیلئے مزارِ حسینؑ اور جنازۂ حسینؑ کی شبیہیں اور تصویریں بناتے ہیں تا کہ ہمارے دل شہادتِ شبیرؑ کی گواہی دیں ــ اس کی بے نظیر قربانی سے اثر پذیر ہوں۔ واقعۂ الیمہ کی یاد تازہ ہوتی رہے۔ بیّناتِ الٰہیہ، بشاراتِ رحمانیہ، ارشاداتِ نبویہؐ ہدایاتِ محمدیہؐ ارشاداتِ علویہؑ، تعلیماتِ حسینیہؑ ہماری آنکھوں کے سامنے رہیں۔ آیۂ میثاق النبیین اور حکم ایفائے عہد ہمارے دین و یقین کو مضبوط بناتا رہے۔ اور ہم حسینؑ اور حسینیت کی والہانہ محبت میں، شبیرؑ اور شبیریت کی عاشقانہ مودّت میں سرتاپا ڈھل جائیں ــــ قومِ یوشعؑ کے اس واقعہ سے یہ راز بے نقاب

(م ۲ اگلے صفحہ پر)

دیکھ لیا نا آپ نے! کہ ایک مذبح کی تعمیر پر حسینؑ کا کس قدر خوف پیدا ہوا۔ قومِ موسیٰ اور قوم یوشع کے دلوں میں، حالانکہ حسینؑ اس مذبح کی تکوین کے سینکڑوں سال بعد عالم شہود میں جلوہ گر ہوا۔ مگر باور کیجئے! کہ ـــ حسینؑ جیسا ولادت سے پیشتر تھا۔ ویسا ہی ولادت کے بعد تھا اور ویسا ہی شہادت کے بعد ہے۔ قرنوں اور زمانوں اور عصروں اور ادواروں نے اس میں سرِ مُو فرق نہیں آنے دیا۔ اور اسی لئے ہمارے شاعر نے کہا ہے کہ ؎

وقت کی سب بندشیں تیرے اثر نے توڑ دیں
ہر زمانہ ہو گیا تیرا زمانہ، اے حسینؑ!
(فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ؟)

یہ ہے حقیقی حسینؑ! ـــ ہر نقلی حسینؑ کی گردن توڑنے والا، ہر جعلی شبیرؑ کو ختم کر دینے والا۔ حسینؑ سے افضل و اشرف بننے والے ہر جھوٹے مدعی کو کیفر کردار تک پہنچانے والا حقیقی حسینؑ! جس کی ایک خشمگیں نگاہ نہ صرف نقلی حسینوں اور جعلی شبیروں کو ہمیشہ کے لئے

(بقیہ صفحہ) ہوا، کہ سرکار محمدؐ و آلِ محمدؐ کی یاد کو تازہ اور محبت کو پختہ کرنے کے لئے کوئی یادگار قائم کرنا، کوئی شبیہ و تصویر بنانا، کوئی عمارت تعمیر کرنا (امام خانہ وغیرہ) عین سنتِ خدا اور سنتِ انبیاءؑ ہے۔ حکم الٰہی اور حکم نبوی کے مطابق ہے۔ جسے دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔ (محمود گیلانی)

تباہ کر دیتی ہے۔ بلکہ کائناتِ ارضی و سماوی کو پلٹ سکتی، عالم کون و مکاں کو تہہ و بالا کر سکتی ہے، الاماں! ؎

نہ جا اس کے تحمل پر، کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے، کہ ہے سخت انتقام اس کا

ذرا دیکھئے ابنِ رسولؐ فرزندِ بتولؑ امام مقبول حسینؑ علیہ السلام کی عظمت و رفعت، کہ جس وقت ابو البشر جناب آدمؑ صفی اللہ اور اُم البشر حضرت حواؑ نے ابلیس لعین کے بہکاوے میں آ کر —— لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ کی سند حاصل کرنے، اور زندگی —— دائمی زندگی والے اُس درجت کا مرتبہ و منصب پانے کا عزم کیا جس کی قربت سے متعلق حق جل شانہٗ نے ممانعت فرمادی تھی۔ کہ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔ تم دونوں حیاتِ ابدی والے اس پودے کے نزدیک بھی نہ جانا، ورنہ اس کا مثل و مثیل بننے کا ارادہ تک تمہیں ظالم و خطا کار بنا دے گا —— لیکن شیطان مردود کے ورغلانے پر اس بہشتی جوڑے، آدمؑ اور حواؑ نے، حسینؑ اور حسینؑ کا نانا اور حسینؑ کا باپ، اور حسینؑ کی ماں اور حسینؑ کا بھائی بننے کا خیال دل میں اٹھایا۔ تو ان کی اس گستاخی اس بے ادبی کی پاداش میں حسینؑ کے خالق و مالک نے ان دونوں کو عرشِ جنت سے نکال کر فرشِ ارض پر پٹخ دیا۔ اور دونوں کو خُلد و نعیمِ خُلد سے محروم کر کے "وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الظَّالِمِينَ" کی ایک

تختی اُن کے گلے میں لٹکادی!

اس لغزش پر آدمؑ اور حوّاؑ چھ سو سال تک اشکبار رہے اور مصروف استغفار رہ کر اپنی اس گستاخی اور بے ادبی کی معافی طلب کرتے رہے۔ لیکن خدائے غفور الرحیم نے ایک بار بھی ان کے گریہ و بکاء اور ان کی مغفرت طلبی پر توجہ نہ فرمائی، آخر کار جب انہوں نے حسینؑ اور جدِ حسینؑ اور والدِ حسینؑ اور مادرِ حسینؑ اور برادرِ حسینؑ کو وسیلہ بنایا۔ اور ان کا واسطہ دے کر پروردگار عالم سے معافی مانگی تو رب العزت ذوالجلال والاکرام نے ان پر عفوو کرم کا مینہ برسایا، اور ان کی گستاخی کو معاف کر کے انہیں الارض کی خلافت بخشی —— یہ ہے حسینؑ کی عظمت، حسینؑ کی رفعت حسینؑ کی حشمت، حسینؑ کی حرمت، حسینؑ کی شوکت، حسینؑ کی منزلت حسینؑ کی قدرت، حسینؑ کی قوت، حسینؑ کی جلالت، حسینؑ کی وجاہت! —— صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

نقلی حسینؑ بننے والے مفتریوں سے، جعلی حسینؑ بننے والے مردودوں سے، جھوٹے حسینؑ بننے والے کذابوں سے، خود ساختہ شہید بننے والے کذّابوں سے، ذرا کوئی یہ تو پوچھے! کہ تم نے وہ کونسا کردار ادا کیا۔ جس نے تمہیں حسینؑ کا مثیل و ہمسر بننے پر مجبور کیا۔ تم نے وہ کونسی فدا کاری اور جاں بازی دکھائی جس سے تم نے حسینؑ کی مماثلت کا دعویٰ کر دیا؟ —— کیا تمہاری ساری شیخیوں اور تعلّیوں،

ساری شوخیوں اور کبریاؤں، سارے گھمنڈوں اور غروروں کا خلاصہ یہ نہیں؟ کہ تم اشقیا حسینؑ نبیؐ اور علیؑ کے نورالعین کے گستاخ و بے ادب بنے، حسینؑ کے باغی و طاغی بنے۔ حسینؑ کے سرتاب و سرکش بنے، اس لئے خدائے منتقم نے تمہیں مارا، اور بری طرح مارا۔ تمہیں اندھے کنوؤں میں گرا کر ہلاک کیا۔ تمہیں سمندروں اور دریاؤں میں ڈبویا، تمہیں اژدہاؤں اور نہنگوں کی غذا بنایا، تمہیں وباؤں اور ہیضوں کی نذر کیا، تمہیں عبرتناک موتوں سے مارا۔۔۔ عبرتناک موتوں سے! تاکہ مخلوقِ خدا دیکھے تمہارا انجام، مہلک انجام، پھر کوئی شخص رہتی دنیا تک نقلی حسینؑ اور جعلی شبیرؑ بننے کا دعویٰ نہ کر سکے۔

اللہ غنی! کوئی آقا حسینؑ، فاطمہؑ کے قرۃ العین، محمدؐ اور علیؑ کے دلچین جیسا بن کر تو دکھائے، حسینؑ جیسا ایثار، حسینؑ جیسا کردار، حسینؑ جیسی قربانی، حسینؑ جیسی فداکاری، حسینؑ جیسی جاں بازی، حسینؑ جیسی جوانمردی، حسینؑ جیسی پامردی، حسینؑ جیسی دلاوری تو پیش کرے!۔۔۔۔ وہ تھا حسینؑ، خاندانِ رسالت کا چشم و چراغ، وہ تھا شجاع ابن شجاع، وہ تھا اسد ابن اسد،۔۔۔۔ اللہ اکبر!۔۔۔۔ اس کی بے عدیل شجاعت، اس کی بے مثال شہامت، اس کی بے نظیر بسالت نے جن و انس ہی کے نہیں، ملائکۃ اللہ کے دیدے کھدا دیئے۔ فرشتے دانتوں میں انگلیاں دبا کر

تحیر آمیز ٹکٹکی لگانے پر مجبور ہو گئے۔ کہ کون سرفروشِ وغا میں سر کی بازی لگا رہا ہے۔

العظمۃ للہ! ـــــ یہی ہے حسینؑ، یہی ہے شبیرؑ، کہ ـــــ قاتل اس کے سینے پر سوار ہے۔ تیغِ عدو اس کا پیاس سے سوکھا ہوا گلا کاٹ رہی ہے۔ مگر حسینؑ ـــــ فاطمہؑ کا لال، اس قیامت خیز وقت اُس نازک ترین ساعت میں بھی اپنے خالق و مالک کے دربار میں سربسجود ہے۔ موت کی آخری گھڑیوں میں بھی اس کا رُخ انورِ کعبہ، ولادت گاہِ حیدری سے نہیں پھرا، دشمن کی تلوار اپنا کام کر رہی ہے، حسینؑ اپنا کام کر رہا ہے۔ حلق پاک پر خنجر مصروفِ عمل ہے مگر حسینؑ کی زبان ذکرِ الٰہی میں مشغول ہے۔

اللہُ اکبرُ کبیرًا ! ـــــ ذرا سنیئے، خوب توجہ سے سنیئے، کہ حسینؑ گلا کٹواتے وقت کیا کہہ رہا ہے:۔

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

"پالنے والے! میں نے سب طرف سے توجہ ہٹا کر اپنا رُخ تیری ہی جانب کر لیا ہے ـــ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت، اے جہانوں کے پروردگار! تیرے ہی لئے ہے۔ ـــــ میرے مالک! ایک حسینؑ کیا؟ حسینؑ کا سب کچھ تیرا ہے۔ اس کا ایک ایک رُواں تیری راہ میں قربان ہے۔"

قاتل نے کہا ــــ "حسینؑ! تم پڑھے ہی جا رہے ہو، وظیفہ ہی کئے جاتے ہو ــــ میری طرف کیوں نہیں دیکھتے؟ ــــ میرے بازو کیوں نہیں پکڑ لیتے؟ کہ میں تمہیں قتل نہ کر سکوں"

حسینؑ نے پھر بھی قاتل کی طرف نہیں دیکھا۔ ایک انگلی عرش کی طرف اٹھائی ــــ اور ایک نگاہ عرش والے پر ڈالی!

حقیقت میں حسینؑ کی یہ آخری نظر ــــ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ کی ایک دردبھری تصویر تھی، جس کا مطلب یہ تھا کہ:-

اے شقی! میں تیری طرف کیوں دیکھوں؟ مجھے رب العرش جو دیکھ رہا ہے، مجھے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اے ظالم! میرا پروردگار سب حالات سے واقف ہے۔ تو اپنے جھوٹے آقاؤں سمیت انشاءاللہ بہت جلد کیفر دار کو پہنچیگا"

حسینؑ کا گلا کٹ گیا! ــــ آٹھ لاکھ یزیدیوں کے زہر بجھے تیروں سے ایک ہزار سے زائد زخم کھانے والا حسینؑ جام شہادت نوش کر گیا، مگر ــــ وہ مر کر بھی نہ مرا، اور اپنی دائمی زندگی کے اعجاز سے ششدر کرتا رہا ــــ وہ موت کے آغوش میں جا کر حیات جاوید کے جوہر دکھاتا رہا، اور اس خدائی آئین کی تصدیق و توثیق کرتا رہا، کہ ــــ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، بل احیاء، ــــ ہ

موت آتی نہیں شہیدوں کو — حق پرستوں کو، اور سعیدوں کو
جو مجاہد ہیں، مر نہیں سکتے — حق کے شاہد ہیں، مر نہیں سکتے

نام اُن کا ہے تا ابد زندہ
ہاں! نہیں رہتا نام بد زندہ

حسینؑ مظلوم کے پاک لہو کے دھارے تپتے ہوئے ریگ زار پر جس طرف بہتے ہیں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا نقش لکھتے جاتے ہیں ـــــ یعنی ـــــ حسینؑ کے جسم سے بہنے والا خون بھی اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتا، اور توحید کی تبلیغ کرتا رہا، اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ

شاہ است حسینؑ و پادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ و دیں پناہ است حسینؑ
سر داد، نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ

اعدائے حسینؑ کا دل، قتلِ حسینؑ کے بعد بھی ٹھنڈا نہ ہوا! ـــــ اُن اشقیائے لعین نے اس کا سر نیزے پر سوار کر دیا، لیکن ـــــ قرآنِ ناطق کے ناطقِ قرآن فرزند نے شہادت کے بعد بھی اپنے کرامات کو مخفی نہ رکھا ـــــ حسینؑ کا دھڑ تپتی ہوئی ریت پر اُدھر مصروفِ تلاوت رہا، اور حسینؑ کا سر نوکِ سناں پر اِدھر کلام اللہ پڑھتا رہا!

حسینؑ بے نظیر ـــــ شبیرؑ جہاں گیر، رکھتا تھا۔ بصیرت والی آنکھیں! ـــــ آنکھوں والا دل! ـــــ چودہ طبق اس پر روشن تھے۔ وہ خود اپنی قتل گاہ کی طرف روانہ ہوا، وہ آپ اپنی جائے شہادت پر پہنچ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا، کہ جہاں اس کا نانا استراحت فرما رہا ہے، وہاں خونریزی ہو، وہاں اس کے خون کا یا دوسروں کے لہو کا ایک قطرہ بھی گرے، مدینہ میں اگرچہ حسینؑ کے قتل کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں، مگر اس نے حرمِ محترم کو چھوڑا، اور اس لئے چھوڑا کہ جن قربانیوں کو اسماعیلؑ اور مسیحؑ نامکمل چھوڑ گئے ہیں انہیں تکمیل کو پہنچایا جائے۔ پس اس نے میدان طف کی طرف مہاریں موڑ لیں اور ریگ زار نینوا میں عظیم ترین شہادت پا کر خدائے واحد اور انبیاء کے صادقین اور سید المرسلین اور امام المتقینؑ کے بیان کردہ اُن آیات و بینات، اُن مکاشفات و بشارات کو پورا کیا، جو اس کی قربانی کے متعلق ابتدائے آفرینشِ عالم سے چلی آتی تھیں۔ اور اسی بے مثل قربانی کی بدولت حسینؑ نے تمام دُنیا کے اہلِ مذاہب کو اپنا والہ و شیدا اپنا عاشق و دیوانہ بنا لیا اور ان سے یہ کہلوا کر چھوڑا، کہ ؎

سینے میں دل ہے، دل میں داغ، داغ میں سوز و سازِ عشق
پردہ بہ پردہ ہے نہاں، پردہ نشیں کا رازِ عشق

یہی ہے حقیقی حسینؑ! یہی ہے اصلی شبیرؑ! ـــــ جس

کی جاں نثاری کے دشمن بھی مداح و معترف ہیں! ــــ جو اپنے اعداء سے بھی اپنا لوہا منوا لیتا ہے! ــــ جو اپنے دیدِ اقدس پر اپنے مخالفوں کا سر بھی کسی وقت جھکوا لیتا ہے!

محمدؐ کے نواسے ــــ علیؑ کے بیٹے ــــ فاطمہؑ کے لاڈلے حسینؑ جیسا حسینؑ تو کوئی لا کر دکھلائے، جس کی تعریف میں عرش و فرش پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ــــ لَیْسَ نَظِیْرُہٗ وَلَا مِثْلُہٗ فِی الْعَالَمِیْن ــــ

حسینؑ ابنِ علیؑ کا کوئی جواب نہیں!
حسینؑ بننے کی لاکھوں نے کوششیں کی ہیں!
کوئی بھی بن سکا فرزندِ بوتراب نہیں!

زندہ باد حسینیتؑ
پائندہ باد شبیریتؑ

(محمود گیلانی مدظلہ)

گوہرِ یکتا

حسنینؑ کی مادرِ گرامی ۔ دخترِ رسولِ تہامی سیدۃ النساء
فاطمۃ الزہرا کی شان وفضیلت میں حضرت سلیمانؑ
بن داؤدؑ کی گراں قدر پیش گوئی مع
دیگر بشاراتِ جلیلہ

وہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہوگی
وہ محیر العقول طریق سے پیدا ہوگی،
وہ پُرجلال اور طیبہ وطاہرہ ہوگی
وہ حق کی پیامبر اور علمبردار ہوگی
وہ معصومہ، مغمومہ، مظلومہ ہوگی
وہ باپ اور شوہر کے کردار کا آئینہ ہوگی
وہ دو مظلوم بیٹوں کی ماں ہوگی
وہ پہلو میں زخم کھانیوالی ہوگی

جناب حکیم سید محمود گیلانی محققِ لاثانی کی تازہ ترین تحقیقِ انیق!

(ناشر و مشتہر)

ادارۂ تحقیقاتِ حیدری

بکھو بھٹی (سیالکوٹ)، پاکستان

مہامت اور آلی

ویدوں اور شاستروں میں جناب رسولؐ آخر و امامؑ اوّل

محمدؐ اور علیؑ (علیہما السلام)

(کے)

عجیب الاثر ایمان افروز فضائل و شمائل

از قلم

جناب محقق لاثانی حکیم سیّد محمود گیلانی

: ناشر :

ادارۂ تحقیقاتِ حیدری

بھوبھڑی (سیالکوٹ) مغربی پاکستان

برھم اتر کھنڈ

نفوسِ خمسہ نجباء یعنی حضور پنجتن پاک

کے فضائل و محاسن میں

اہلِ ہنود کے مہارشی شری مہادیو جی کی عظیم القدر بشارت

"انہوں نے کیلاش پہاڑ پر اپنی اہلیہ محترمہ پاربتی جی کو

اپدیش دیتے ہوئے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا،

کہ محمدؐ ۔ علیؑ ۔ فاطمہؑ ۔ حسنؑ حسینؑ

کی محبت اور اطاعت ہی میں اہلِ عالم کی نجات مضمر ہے"

از تحقیقاتِ انیقہ

جناب محققِ لاثانی حکیم سید محمود گیلانی صاحب مدظلہ

ہندو مہاتما کی بیان کردہ آلِ محمدؐ کی فضیلت و عظمت

پڑھنے کے لائق ہے؟

ناشر: ادارہ تحقیقاتِ حیدری

بکھو بھٹی (سیالکوٹ) پاکستان

ادیانِ عالم میں چہاردہ معصومینؑ کا تذکرہ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور معصومین المقدسینؑ کی جو تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے۔ وہ آفتاب تاباں کی طرح روشن ہے۔ لیکن کلام اللہ المجید کے علاوہ تمام دیگر ادیان و مذاہب کی مقدس کتابوں میں بھی سرکارِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی عظمت، فضیلت اور حرمت کے تذکرے پائے جاتے ہیں۔ اور تمام اقوام و ملل کے پیغمبران گرامی نے چہاردہ معصومینؑ کے ظہورِ پُر نور اور فضائل و شمائل کے متعلق بشارتیں دی ہیں۔ ایسی ہی گرانقدر چیزوں کی تحقیق و تدقیق اور اشاعت کے لئے "ادارہ تحقیقاتِ حیدری" قائم کیا گیا ہے۔ جو انشاء اللہ ادیانِ عالم کے علوم مخفیہ کو منظرِ عام پر لاکر حضور نفوسِ نجباءؑ کے مکارم و محاسن کو پیش کرتا رہے گا۔ پس مومنین کرام کا دینی اور ملی فرض ہے۔ کہ وہ ادارۂ موصوف سے تعاون فرمائیں۔ اور اس کا تحقیقی لٹریچر خرید کر غیر شیعہ اور غیر مسلم حضرات میں مفت تقسیم کریں۔ یہ ایک خاموش تبلیغ ہے۔ جس کا اجر جزیل بارگاہ الٰہی اور دربار معصومینؑ سے ملے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

64
5H
5
595.